بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No. P. 67.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۲۰ — ہفت روزہ بدر قادیان — شمارہ ۱۶

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN.

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۹؍شہادت (اپریل) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۴؍شہادت کی آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ — الحمد للہ آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ عمومی طور پر کچھ ضعف کی تکلیف ابھی باقی ہے — احباب جماعت حضور انور کی صحت کاملہ وعاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے خصوصیت سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل شاملِ حال رکھے۔ آمین۔

★— حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت آج کل شدید سردرد کی وجہ سے ناساز رہتی ہے احباب حضرت سیدہ ممدوحہ کی کامل وعاجل صحت کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کا مبارک سایہ ہم سب پر تا دیر سلامت رکھے۔ آمین۔

قادیان ۱۹؍شہادت (اپریل)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع بچگان بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ محترمہ بیگم صاحبہ کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے (باقی دیکھئے صلا پر)

۲۵؍صفر ۱۳۹۱ھ — ۲۲؍شہادت ۱۳۵۰ہش — ۲۲؍اپریل ۱۹۷۱ء

پالگھاٹ میں

آل کیرلہ احمدیہ کانفرنس کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج مدراس)

خدا تعالیٰ کا خاص فضل واحسان ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ صوبہ کیرلہ کو کئی سال سے اپنی سالانہ کانفرنس کیرلہ کے مختلف مقامات میں منعقد کرنے اور اس طرح ہزاروں سعید روحوں تک احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملتی رہی ہے۔

امسال یہ سالانہ کانفرنس مورخہ ۲۰ و ۲۱؍مارچ ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ واتوار پالگھاٹ میں نہایت شاندار طور پر کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئی۔ باوجود اس کے کہ یہاں پر باقاعدہ جماعتِ احمدیہ قائم نہیں ہوئی ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اس جلسہ کو ہر جہت سے اتنا کامیاب بنایا ہے کہ خود منتظمینِ جلسہ حیران ہیں اور ان کے قلوب تشکر الٰہی کے جذبات سے لبریز ہیں۔

ہمارے اس روحانی اجتماع کی غیر معمولی کامیابی ومقبولیت اور اس کے نہایت خوشکن تاثرات ونتائج سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دور احمدیت کے لئے فتح ونصرت کا دور ہے۔ اور احمدیت کی فتح ونصرت کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو خاص طور پر مامور فرمایا ہے۔

اخبارات وریڈیو

جلسہ کی تاریخوں سے کئی دن قبل سے ہی کیرلہ کے تمام مشہور اخبارات نے اپنی متعدد اشاعتوں میں اس کانفرنس کے متعلق اعلانات اور خبریں شائع کیں۔ جلسہ کے بعد بھی تفصیلی رپورٹیں ان اخبارات نے تصاویر کے ساتھ شائع کیں۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے خاص طور پر ماتروبھومی اور مالایالہ منورما میں جن کی تعدادِ اشاعت تین لاکھ ہے، روزانہ تفصیلی خبریں مع تصاویر کے شائع ہوتی رہیں۔

اسی طرح آل انڈیا ریڈیو نے بھی جلسہ سے قبل بھی اور بعد میں بھی متعدد مرتبہ خبریں نشر کیں جس سے کیرلہ کے طول وعرض میں اس کانفرنس کے متعلق خبریں پہنچتی رہیں۔ علاوہ ازیں کانفرنس کمیٹی کی طرف سے بڑے بڑے اشتہارات وپوسٹرز سارے علاقہ میں متعلقہ جماعتوں کے توسط سے چسپاں کئے گئے۔

اسی طرح ہزاروں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے اشتہارات بھی وسیع پیمانے پر تقسیم کئے گئے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ غیر احمدی مخالفوں اور ان کے علماء نے ہماری اس کانفرنس میں شمولیت سے مسلمانوں کو روکا۔ اور اپنی اپنی مسجدوں خاص کر جامع مسجد میں اس بارے میں اعلانات کئے اور مختلف فتوے بھی صادر کرتے رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ سینکڑوں کی تعداد میں سنجیدہ اور تعلیم یافتہ مسلمان ہمارے اجلاسوں میں شامل ہوتے رہے اور اول تا آخر تمام تقاریر کو نہایت توجہ اور انہماک سے سماعت کرتے رہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سعید روحوں کو حق وصداقت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

نمائندگانِ جماعت

نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان کی ہدایت کے مطابق محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل بمبئی سے اور محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلی سے مورخہ ۱۹؍مارچ کی صبح پالگھاٹ پہنچے۔ اسی طرح نظارت کی ہدایت کے مطابق خاکسار مورخہ ۲۰؍مارچ کو مالابار کی جماعتوں کا مالی دورہ کرتے ہوئے یہاں پہنچا۔

اس کانفرنس میں شرکت کے لئے مندرجہ ذیل جماعتوں سے ۵۰۰ کے قریب احمدی نمائندوں نے شرکت کی۔ پینگاڈی۔ موگرال۔ کمبلہ۔ منجیشور۔ کوڈالی۔ بڑاگرہ۔ کروناگپلی۔ آدی ناڈو۔ پالگھاٹ۔ کوئی لون۔ پتہ پیرم۔ تلمبور۔ کرولائی۔ الانلور۔ کوڈمبتور۔ چیلاکرہ۔ منارگھاٹ۔ آٹراپورم۔ کینانور۔ مرکرہ۔ ویراج پیٹھ اور کالیکٹ۔

علاوہ ازیں صوبہ تامل ناڈو کی جماعت ہائے مدراس۔ میلاپالیم اور شنکرن کوئیل۔ سے بھی نمائندگان نے شرکت کی۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

جلسہ گاہ

پالگھاٹ کے مشہور قلعہ سے ملحق ایک وسیع میدان ہے۔ اس میدان کے وسط میں ایک بلند اور وسیع پلیٹ فارم بنایا گیا تھا۔ اس کو ہماری کانفرنس کے لئے خوب سجایا گیا اور جلسہ گاہ کو سفید جھنڈیوں اور ٹیوب لائٹوں سے خوب آراستہ کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ کا منظر دُور سے بہت ہی خوبصورت اور جاذب نظر معلوم ہوتا تھا۔ ساری جلسہ گاہ میں سینکڑوں کی تعداد میں کرسیاں بچھائی گئی تھیں یہ بات ہمارے لئے نہایت تسلی اور اطمینانِ قلب کا موجب رہی کہ دونوں دنوں کے اجلاسوں میں ان کرسیوں کے علاوہ میدان میں دُور دُور تک سامعین ہمہ تن گوش ہماری تقاریر کو سماعت کرتے رہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

جلسہ کا آغاز

مورخہ ۲۰؍مارچ بروز ہفتہ شام کے چھ بجے محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی زیرِ صدارت کانفرنس کا پہلا اجلاس خود محترم مولانا صاحب موصوف کی تلاوتِ قرآنِ مجید سے شروع ہوا۔

جھنڈا لہرانے کی رسم

اجلاس کے آغاز کے ساتھ ہی محترم جناب صدیق امیر علی صاحب ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان اور صدر آل کیرلہ احمدیہ سنٹرل کمیٹی نے لوائے احمدیت لہرانے کی رسم ادا فرمائی۔ جھنڈا لہراتے وقت تمام سامعین زیر لب دُعا کرتے رہے کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْم۔ جونہی لوائے احمدیت پالگھاٹ کے فضائے آسمانی پر پوری شان و [illegible] اور وقار سے [illegible] تمام میدان نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر [illegible] نعروں سے گونج اٹھا۔ (باقی دیکھئے صلا پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر وپبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان!
مورخہ ۲۲ شہادت ۱۳۵۰ ہش

بعثتِ مجدّدین اور اسلام کی زندگی کا ثبوت

اسلام زندہ خدا کا نازل کردہ مذہب ہے جس کی زندگی کا ثبوت وہ فیضانِ جاری ہے جس میں کسی وقت بھی انقطاع نہیں ہوا۔ سوائے قرآن کریم کے نہ کسی دوسری مذہبی کتاب کو خدائی حفاظت حاصل ہوئی اور نہ کسی دوسرے مذہب نے ایسا دعویٰ ہی کیا ہے کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

"بالیقین ہم نے ہی ذکر (یعنی قرآن کریم اور اسلام) نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ بھی ہیں"۔

بمقابلہ دیگر جملہ مذہبی کتب کے قرآن کریم کو ہی یہ فضیلت حاصل ہے کہ یہ کتاب عزیز جس شکل میں چودہ سو سال پہلے نازل ہوئی تھی، پورے یقین اور کامل وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ آج بھی اسی شکل میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ حتیٰ کہ زیر زبر اور نقطہ اور شعشہ تک میں مطلقاً فرق نہیں آیا ہے۔

خدائے قدوس نے اس کی حفاظت کے ظاہری اور باطنی دونوں طور کے سامان فرمائے ہیں۔ اُسے ایسی زبان میں نازل کیا جس کے الفاظ تھوڑے اور معانی زیادہ ہیں۔ اس کا حفظ کرنا آسان اور اس کی عبارت ایسی سلیس اور پُر اثر ہے کہ دلوں میں اس سے ایسی محبت پیدا ہوتی ہے کہ ہزاروں ہزار حفاظِ قرآن ہر زمانہ میں ایسے پیدا ہوتے رہے ہیں جو ابتداء سے انتہا تک پوری صحت کے ساتھ اس کو اپنے سینوں میں محفوظ کرتے چلے آئے ہیں۔ اور ہر زمانہ کے لاکھوں لاکھ افراد کی عملی زندگی پر اس نے نہایت درجہ اثر کر کے ان کی زندگی کو مثالی زندگی بنا دیا۔

نہ صرف باقاعدہ حفاظ کی جماعت ہی قرآن کریم کو اپنے سینوں میں محفوظ رکھے رہی ہے بلکہ ہادیٔ کامل ؐ نے باذنِ الٰہی اپنی امت کو ایسے طریقوں سے اس مبارک کتاب کے ساتھ دلی موانست پیدا فرما دی کہ ہر مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ بالضرور اپنے حافظہ میں محفوظ رکھتا ہے۔ تلاوتِ قرآن کریم کے علاوہ پنجگانہ نمازوں میں سورتِ فاتحہ اور قرآن کریم کے کچھ حصہ کی قرأت کا مقرر کیا جانا اسی کا ایک پیارا حصہ ہے۔

بہرحال یہ تو قرآن کریم کی لفظی حفاظت کے سامانوں کا تذکرہ ہے۔ قرآن کریم کی معنوی حفاظت کا سلسلہ بھی اس کے متوازی چل رہا ہے۔ اس میں بھی نہ کبھی انقطاع آیا اور نہ کبھی اس کا تسلسل ٹوٹا۔ قرآن کریم یا اسلام کی معنوی حفاظت کا وعدہ زبانِ نبوی سے بعثتِ مجدّدین والی حدیث میں بتاکید تمام دیا گیا ہے۔ چنانچہ سُننِ ابی داؤد میں بروایت حضرت ابوہریرہؓ یہ حدیث اس طرح وارد ہوئی ہے:-

اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

اللہ تعالیٰ اس امت (یعنی امتِ محمدیہ) کے لئے ہر سو سال کے سر پر ایسے افراد مبعوث کرتا رہے گا جو امت کے لئے اس کے دین کی تجدید کا فریضہ بجالاتے رہیں گے ——!!

ابوداؤد کی اس حدیث شریف کے ساتھ آپ سورت ابراہیم ع ۴ کی ان آیاتِ کریمہ کو ملائیں جن میں قرآن کریم یا اسلام کو کلمہ طیبہ کہہ کر اسے شجرۂ طیبہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس کی جڑیں دور زمین میں مستحکم ہیں۔ اور اس کی شاخیں افق آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں۔ اور باذنِ الٰہی وہ ہر موسم میں اپنا شیریں پھل دیتا ہے۔

دیکھئے قرآن کریم یا اسلام کے شجرہ طیبہ ہونے کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اس کی تاثیراتِ عظیمہ تا قیامت نوعِ انسانی پر گہرے رنگ میں اثر انداز ہوتی رہیں گی۔ اور اس کی برکتیں ایک ادنیٰ بشر کو خود العرش خدا کا محبوب اور مقرب بناتی رہیں گی۔ اس شجرہ طیبہ کے شیریں ثمرات ان سب افراد کے لئے روحانی غذا کا کام دیں گے۔ اور جب بھی نوعِ انسانی بلکہ امتِ محمدیہ بھی اس کی پاک تعلیمات کو بھولنے لگے گی اور اس کے روشن اور منور چہرے پر زمانہ کا گرد و غبار چھانے لگے گا تو امتِ مرحومہ کے بعض افراد کامل مجددیت کے منصب پر فائز ہو کر دینِ اسلام کے حسین اور روشن چہرہ کو دنیا کے سامنے پیش کرتے چلے جائیں گے۔ اور یہ ہیں شجرہ طیبہ کے روحانی ثمرات!!

اور ہم کہ گزشتہ تاریخ اس امر پر شاہد ہے۔ آغازِ اسلام سے لے کر جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اپنے اپنے وقت میں مجددینِ امت وعدۂ الٰہی کے مطابق مبعوث ہوتے رہے۔ اور ضرورتِ وقت کے مطابق اُن کے ہاتھوں تجدیدِ دین کا کام پورا ہوتا رہا۔ گزشتہ تیرہ صدیوں تک مجدّدین کا یہ سلسلہ برابر جاری و ساری رہا۔ اور یہ سوال کہ کس کس صدی میں کس کس بزرگ کو خلعتِ مجدّدیت سے سرفراز کیا گیا اس کی ساری تفصیل تو یہاں بیان نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اس قدر گنجائش ہی ہے۔ البتہ اس قدر لکھ دینا کافی ہے کہ اس کے لئے نواب صدیق حسن کی کتاب حجج الکرامہ کا مطالعہ ہر متلاشیٔ حق کی پوری تسلی کرا سکتا ہے۔ اسی طرح گیارہویں صدی کے مجدّد، مجدّد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات امام ربّانی اور بارہویں صدی کے مجدّد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی کتاب تفہیماتِ الٰہیہ سے بھی کافی روشنی مل سکتی ہے۔

بہرحال یہ بات اپنے اندر ایک ناقابلِ تردید حقیقت رکھتی ہے کہ حدیثِ نبویؐ میں اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ ہر صدی کے سر پر مجدّد مبعوث کرنے کا فرمایا تھا وہ برحق ہے۔ اور ان سب بزرگانِ عالی مقام کی بعثت اسلام کی زندگی اور اس کے باخدا زندہ مذہب ہونے کی واضح دلیل ہے اور اسلام کے لئے یہ ایسا امتیاز ہے جس میں کوئی دوسرا مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسی بناء پر ہم احمدی یہ بات پوری تحدّی کے ساتھ سب مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ اس صدی کا مجدّد بھی چاہیئے ورنہ رسول اللہ کی اس حدیث پر بڑا حرف آتا ہے۔ نہ صرف مجدّد بلکہ اس زمانہ کی خرابی اور نہایت درجہ کے بگاڑ کو دیکھ کر اور قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ کے دوسرے بیانوں کو پڑھ کر یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ چودھویں صدی جس میں ہم لوگ اس وقت گزر رہے ہیں۔ وہ صدی ہے جس میں امام مہدی کا ظہور اور مسیح موعود کا نزول بیان کیا گیا ہے اور کہ وہی اس صدی کے مجدّد بھی ہوں گے۔ جیسا کہ خود نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں اس امر کی وضاحت بھی کی ہے۔ اب یہ کام مسلمانوں کا ہے کہ وہ اس صدی کا مجدّد تلاش کریں۔ اور یاد رکھیں کہ یہ صدی بھی تو اب تمام ہونے کو ہے۔ اس وقت ہجری ۱۳۹۱ سنہ ہے۔ صرف نو برس ہی تو باقی رہ گئے ہیں غور کریں کہ اس وقت امام مہدی، مسیح موعود اور اس صدی کے مجدّد کے طور پر سوائے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے اور کسی نے دعویٰ نہیں کیا اور آپؑ کے اس دعویٰ کی صداقت پر بہت سے اندرونی اور بیرونی شواہد بھی موجود ہیں۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ ایک طرف قرآن کریم اور احادیث نبویہ اسلام کی زندگی پر بعثتِ مجدّدین کو بطور محکم ثبوت پیش کرتی ہیں دوسری طرف اگر حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے پیش کردہ دعویٰ کو قبول نہ کیا جائے تو خود اسلام کی زندگی بھی معرضِ خطر میں پڑی نظر آتی ہے۔

اسلام کے زندہ مذہب ہونے کے بارہ میں قرآن کریم و حدیث کی روشنی میں اس سادہ سی عام فہم مگر فکر انگیز بات کے بعد اب آخر میں آپ مذکورہ بالا حدیث (بعثتِ مجدّدین) کی وہ عجیب و غریب تشریح بھی سُن لیں جو ہفت روزہ الجمعیۃ دہلی کے تازہ پرچہ ۱۶ اپریل ۱۹۷۱ء میں "ایک حدیث" کے عنوان سے اس طرح شائع ہوئی ہے:-

"حدیث تجدید:- اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا۔

(سنن ابی داؤد باب مایذکر فی قرن المائۃ)

جن حضرات نے اس حدیث کے لفظ رأس کی وجہ سے کسی کے مجدد ہونے کے لئے بطور شرط کے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ اس کا تجدیدی کام صدی کے سرے پر یعنی صدی کے شروع میں یا آخر میں) جاری ہونا چاہیئے اور صدی سے انہوں نے یہی معروف ہجری صدی مراد لی ہے۔ ان سے یقیناً لغزش ہوئی ہے۔ سنہ ہجری کا یہ نظام تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت سے قائم ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو یہ نظام تھا ہی نہیں۔ اور یہ اصطلاح اس وقت تک وضع ہی نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اس حدیث کے لفظ "کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ" سے ہجری صدی مراد لینا صحیح نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا مطلب بس کل قرن ہوگا۔ اور پھر راس کی قید کو اتفاقی ہی ماننا پڑے گا۔ اور اس بناء پر حدیث کا مطلب بھی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر قرن اور ہر دَور میں امتِ مسلمہ میں ایسے افراد پیدا کرتا رہے گا جو اس امت کے لئے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔"

اس زمانہ کے علماء کی حالت بھی عجیب ہے، امت مسلمہ کی خستہ حالی۔ بے عملی اور دینِ اسلام سے بے تعلقی کے بخوبی معترف ہوتے ہوئے غور و فکر کے اُن صحیح ذرائع کو مسدود کر دینا چاہتے ہیں جن کی تہہ میں اسلام کی نشأۃِ ثانیہ اور امتِ مرحومہ کی پھر سے سربلندی اور دنیا میں حقیقی عزت و وقار کی بحالی موقوف ہے۔ متداول معانی اور تشریح کو چھوڑ کر الجمعیۃ نے صدی کی جو تشریح کی ہے اس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں نکلتا کہ سادہ لوح مسلمان جب اس حدیث کو پیش کر کے حضرات علماء سے اس صدی کے مجدّد کے بارہ میں سوال کریں تو اُن سے گلو خلاصی کی راہ نکال لی جائے۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے ہر صدی کے سر پر (اس کے شروع میں یا آخر میں) مجددین کی بعثت کا خدائی

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرو اور ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرو

تقویٰ کسی ایک عمل صالح کا نام نہیں بلکہ تمام نیک اعمال و اقوال کی کیفیت کا نام تقویٰ ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲ مارچ ۱۹۷۱ء

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

قرآن کریم میں جس قدر

تقویٰ اختیار کرنے پر

زور دیا گیا ہے اتنا کسی اور حکم کے متعلق نہیں دیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقویٰ کسی ایک نیک بات یا کسی اعتقاد یا عمل صالح کا نام نہیں بلکہ تمام اعمال کی کیفیت کا نام ہے تمام نیک اقوال کی کیفیت کا نام ہے۔ تمام پاکیزہ اعتقادات جو رکھے جاتے ہیں۔ ان کی کیفیت کا نام ہے۔ اس کا تعلق ہر قول اور ہر اعتقاد اور ہر فعل کے ساتھ ہے جو صحیح ہو۔ نیک اور پاک ہو۔ شروع میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرہ میں ہمیں بڑے زور کے ساتھ اس طرف متوجہ کیا۔ یہ بیان کرنے کے بعد کہ الکتاب تم پر نازل کی جا رہی ہے جس کے اندر کوئی ریب راہ نہیں پا سکتا۔

ایک کامل اور مکمل ہدایت نامہ

جس کے بغیر ہم حقیقی معنی میں نہ دینوی ارتقاء [illegible]

[illegible] حاصل کر سکتے ہیں اور نہ روحانی ترقیات

حاصل کر سکتے ہیں دیا جا رہا ہے اَلْكِتٰبُ اور لَا رَيْبَ فِيْهِ اس کی صفات ہیں لیکن ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ایک ہدایت نامہ ایک نہایت ہی حسین تعلیم ایک ایسی شریعت جو زمین کی پستیوں سے اٹھا کر آسمانوں کی بلندیوں تک پہنچانے والی ہے تمہارے ہاتھ میں دی جا رہی ہے لیکن یہ نہ بھولنا کہ یہ شریعت صرف ان لوگوں کو کامیابی تک پہنچانے والی ہے جو مضبوطی کے ساتھ تقویٰ کو اختیار کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص بڑی نمازیں پڑھنے والا ہو۔ اگر کوئی شخص بظاہر اپنے مال کو مستحقین میں بڑا ہی خرچ کرنے والا ہو۔ اگر کسی شخص کی زبان نہایت ہی میٹھی ہو۔ اگر بظاہر انتہائی ہمدردی اور خیر خواہی کرنے والا ہو لیکن اگر اس کے یہ اعمال تقویٰ کی بنیادوں پر قائم نہیں کئے جاتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور قبول نہیں ہو سکتے اس لئے باوجود اس کے کہ مکمل ہدایت نامہ ہے پوری طرح اس پر عمل کر کے بھی اگر تقویٰ سے خالی ہو کامیابی کو تم نہیں پا سکتے کامیابی کو وہی پائیں گے جو تقویٰ کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے اسلامی احکام کی پابندی کریں گے

دوسری جگہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۔

جو شخص تقویٰ کی باریک راہوں کو اختیار کرے گا

اس کے اعمال قبولیت کا درجہ حاصل کریں گے ورنہ وہ رد کر دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان پر کسی ثواب کا فیصلہ نہیں کرے گا تو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں بھی یہ بتایا گیا ہے کہ وہی لوگ اس ہدایت سے فائدہ اٹھائیں گے اور اٹھانے والے ہوں گے جو اتقار کی صفت میں [illegible] کو اختیار کریں گے جن کا تقویٰ بڑی مضبوط بنیادوں کے اوپر قائم ہوگا ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو قبول نہیں کرے گا۔ تقویٰ بھی جیسا کہ ہر دوسری چیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہو سکتا ہے جیسا کہ سورۃ فتح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى کہ تقویٰ کے طریق پر ان کے قدم کو خود اس نے مضبوط کر دیا ہے۔ انسان اپنی کوشش سے اور اپنی جد و جہد سے تقویٰ کی راہوں پر مضبوطی سے قدم نہیں مار سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ کے یہ معنی کئے ہیں۔ آپ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۱۰ ۔۲۱۲ میں فرماتے ہیں:-

"اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تا بمقدور کاربند ہو جائے۔"

قرآن کریم نے تقویٰ کے اس معنی کو مختلف مقامات پر بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ۔ (حجرات آیت ۸) یہاں بھی

تقویٰ کے معنی

ایک نہایت حسین پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے اپنے فضل سے ایمان کی محبت تمہارے دلوں میں پیدا کی وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ اور تمہارے دلوں کو اس نے اپنے فضل سے اس حقیقت تک پہنچا دیا کہ حقیقی روحانی خوبصورتی تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں اور نہ روحانی بدصورتی سے تقویٰ کے بغیر بچا جا سکتا ہے۔

تو ایک طرف تقویٰ ہر حکم الٰہی کی بجا آوری میں بشاشت پیدا کرتا ہے اور دوسری طرف ہر اس چیز سے نفرت پیدا کرتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر نکالنے والی اور اس کی ناراضگی کو مول لینے والی ہو۔ یہاں تقویٰ کے متعلق ہی ایک لطیف مضمون بیان ہوا ہے جس کی تفصیل میں تو میں اس وقت نہیں جاؤں گا۔ بہرحال یہ اشارہ کافی ہے۔ اسی وجہ سے سورۃ بقرہ میں ایک دوسری جگہ آگے جا کے آیت ۱۹۰ میں یہ فرمایا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ کامل نیک وہ شخص نہیں جو اپنے اوقات کو نمازوں میں زیادہ خرچ کرتا ہے یا اپنے اموال کو خدا کی مخلوق کی محبت میں اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے یا حج کرتا ہے یا رمضان کے روزے رکھتا ہے بلکہ کامل نیک وہ ہے جو تقویٰ کی راہوں کا خیال رکھتا ہے۔ جو شخص تقویٰ کی راہوں کا خیال رکھتا ہے باقی اعمال صالحہ یا اقوال پاکیزہ جو ہیں وہ اسی طرح اس سے نکلتے ہیں۔ جس طرح ایک جڑ سے کسی درخت کی شاخیں نکلتی ہیں۔ جس کی مثال دی گئی ہے تقویٰ کے سلسلہ میں بھی اور اس کے متعلق آگے جا کر میں کچھ بیان کروں گا۔

لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

کامل نیک (اَلْبِرّ) وہ ہے

جو تقویٰ کی تمام راہوں پر گامزن ہے اور فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ کہ بنیادی حکم تمہیں یہ دیا جاتا ہے کہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اگر تم تقویٰ اختیار کرو گے تو تمام نیکیاں بھی تم بجا لاؤ گے۔ اور تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ ایسی کامیابی کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں تقویٰ کے بغیر تم نہیں پا سکتے۔

حقیقت یہی ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایام الصلح میں فرمایا ہے "تقویٰ ہر ایک بدی سے بچنے کے لئے قوت بخشتی ہے اور ہر ایک نیکی کی طرف دوڑنے کے لئے حرکت دیتی ہے" اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ جب تک انسان تقویٰ کی راہوں کو اختیار نہ کرے روح کے ان خواص اور قوتوں کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پا کر روح میں ایک لذت اور تسلی پیدا ہوتی ہے یہ بھی وہی مضمون ہے جو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں کیا گیا ہے کہ تقویٰ کے بغیر روح کے ان خواص اور قوتوں کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے

نہیں مل سکتا حالانکہ قرآن کریم تو وہاں موجود ہے جس کو پاکر روح میں ایک لذت اور تسلی پیدا ہوتی ہے۔

اس مضمون کو کہ تقویٰ ہی کا تعلق تمام ہی نیکیوں سے ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک جگہ فرماتے ہیں کہ "تقویٰ ہر ایک قسم کے فتنہ سے محفوظ رہنے کے لئے حصن حصین ہے" (ایام الصلح) تقویٰ ایک ایسا قلعہ ہے کہ جب اس کے اندر نیک اقوال اور صالح اعمال داخل ہو جائیں تو وہ شیطان کے ہر حملہ سے محفوظ ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی بظاہر کتنا ہی پاکیزہ اور صالح کیوں نظر نہ آتا ہو اگر وہ اس قلعہ میں داخل نہیں تو شیطان کی زد میں ہے کسی وقت وہ اس پر کامیاب حملہ کر سکتا ہے۔ ریاء پیدا ہو سکتا ہے۔ عجب پیدا ہو سکتا ہے اگر تقویٰ ہے تو ان میں سے کوئی بدی پیدا نہیں ہو سکتی یعنی شیطان کامیاب وار نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ قرآن کریم میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابھی جو فقرہ میں نے پڑھا ہے وہ معنوی لحاظ سے اسی کا ترجمہ ہے اللہ تعالیٰ سورہ دخان میں فرماتا ہے اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ کہ متقی یقیناً ایسا مقام والے اور محفوظ مقام میں ہیں تو یہی وہ حصن حصین ہے یہی امین کے معنے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں کہ محفوظ اور امن میں وہی ہے جو تقویٰ مضبوطی سے قائم ہوتا ہے جو تقویٰ پر قائم نہیں وہ خطرہ میں ہے وہ حفاظت میں نہیں خوف کی حالت میں ہے اور ایسا شخص مقام امین میں نہیں ہے ... بلکہ اس مقام پر ہے جسے دوسرے لفظوں میں جہنم کہا جاتا ہے پس قرآن کریم نے بھی تقویٰ کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے معنوی لحاظ سے

حصن حصین کا تخیل

پیش کیا ہے کہ سوائے تقویٰ کی راہوں پر چل کر کوئی شخص امن میں نہیں رہ سکتا۔ کوئی اور ذریعہ نہیں ہے اس مضبوط قلعہ میں داخل ہونے کا سوائے تقویٰ کے دروازہ کے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی مضمون کو ایک دوسری جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

ہر ایک نیکی خواہ وہ قول ہو یا فعل وہ تقویٰ کی جڑ سے نکلتی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم نے جو سینکڑوں احکام دیئے ہیں جب ہم ان پر عمل کرتے ہیں اور اس رنگ میں عمل کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بنیں اور اللہ تعالیٰ کی جنت کے درختوں کی شاخیں ہو جائیں وہاں درختوں کے لئے پانی کا کام دیں تو یہ اسی صورت میں ہوتا ہے جب یہ شاخیں تقویٰ کی جڑ سے نکلیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام اقوال

دراصل قرآن کریم کی تفسیر ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ تخیل پیش کیا کہ

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے

یہ قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ایک کلام پاک (یعنی قرآن کریم) کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ یعنی وہ ایسا (کلمۃ طیبۃ) ہے جس کی شان ایک پاک درخت کی طرح ہے جس کی جڑ مضبوطی کے ساتھ قائم ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ متقی بناتا اور تقویٰ کی راہوں پر ثبات قدم عطا کرتا ہے اور اس طرح اس کی جڑ مضبوطی سے ساتھ قائم ہو جاتی ہے پھر اس سے شاخیں پھوٹتی ہیں۔ جو اعتقادات صحیحہ ہیں یعنی انسان کے اعتقادات شاخوں کی شکل اختیار کرتے ہیں (تمثیلی زبان میں) جو اوامر و نواہی پر مشتمل ہے اور یہ وہ درخت ہے جس کی ہر شاخ آسمان پر جانے والی ہے اعمال صالحہ کے پانی سے پرورش پانے کی وجہ سے یعنی کوئی بدی والا حصہ اس کے اندر نہیں ہر شاخ جو ہے وہ صحت مند اور نشوونما پانے والی ہے اور آسمانوں تک پہنچی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ فرمایا ہے کہ

جب تقویٰ کی جڑ مضبوط ہو

اور اس جڑ سے نیکی کی اور پاکیزگی کی وہ صلاح کی شاخیں نکلیں تو وہ شاخیں نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ کے قرب کو حاصل کرتی ہیں اور روحانی بلندیوں تک پہنچتی ہیں بلکہ اس دنیا میں بھی (اخروی زندگی میں تو ہوگا ہی) ان شاخوں کو تازہ بتازہ پھل لگتا رہتا ہے جس سے انسان فائدہ حاصل کرتا ہے۔ یعنی اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا انسان کو حاصل ہو جاتی ہے۔ اور روح کو ہر لحظہ ایک لذت و سرور حاصل ہوتا رہتا ہے ان پھلوں کے کھانے سے جن کا کھانا روحانی طور پر ہے لیکن جب تک وہ پھل نہ ملیں وہ خوش حالی حاصل نہیں ہو سکتی وہ لذت اور سرور حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ پھل مل نہیں سکتے جب تک اعتقادات جو ہیں وہ صحیح نہ ہوں اور اعمال صالحہ ان کو سیراب نہ کریں اور تقویٰ کی جڑ سے نکل کر آسمانوں تک نہ پہنچیں۔ اسی صورت میں اللہ تعالیٰ انہیں قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہمارے کسی فعل کو قبول کر لینا ہی اس کا پھل ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں انسان کو اس کی رضا حاصل ہوتی ہے

پس

ہر ایک نیکی کی جڑ

یہ اتقا ہے جو شخص تقویٰ کی جڑ تو نہیں رکھتا لیکن بظاہر ہزار قسم کی نیکیاں بجا لاتا ہے اسے فائدہ ہی کیا۔ کیونکہ اس سے وہ شاخیں نہیں پھوٹ سکتیں جو خدائے رحمٰن تک پہنچتی ہیں۔ نہ وہ پھل لگ سکتے ہیں جو پھل کہ دوسری صورت میں ان شاخوں کو لگا کرتے ہیں اور روحانی سیری کا موجب بنتے ہیں۔

اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی تفسیر کرتے ہوئے ایک دوسری جگہ یوں بیان فرمایا ہے کہ "حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتا ہے" (آئینہ کمالات اسلام) ہر وہ پاک اعتقاد یا عمل صالح جو نور کے ہالہ میں لپٹا ہوا نہیں وہ رد ہونے کے قابل ہے اور رد کر دیا جاتا ہے۔ لیکن جب انسان کا قول اور عمل تقویٰ کے نور کے ہالہ میں لپٹا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ کو وہ بڑا ہی پیارا اور محبوب ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تشریح بھی کی ہے آپ ہی کے الفاظ میں اس مضمون سے متعلق

ایک چھوٹا سا اقتباس

میں نے لیا ہے جو یہاں بیان کرتا ہوں۔ آئینہ کمالات اسلام میں ہی آپ فرماتے ہیں:-

اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ یعنی اے ایمان والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا (ایک فرقان تمہیں عطا کرے گا) وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا۔ اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہیں نورانی ہو جائیں گی غرض جتنی تمہاری راہیں تمہارے قویٰ کی راہیں تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور ہی میں چلو گے" (آئینہ کمالات اسلام ص۱۷۶-۱۷۷)

تو اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ ... نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ یہ اسی حقیقت بیان کرنے کے لئے فرمایا ہے کہ ہر وہ عمل جو تقویٰ کی جڑ سے نہیں نکلا، جو تقویٰ کے قلعہ میں محفوظ نہیں جو تقویٰ کے نور کے ہالہ میں روحانی زینت نہیں رکھتا وہ رد کر دیا جاتا ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ تقویٰ عطا کرتا ہے اس کی ساری زندگی کو اس کے سارے افعال کو، اس کے سارے اقوال کو اس کی ساری حرکات اور سکنات کو وہ نور عطا کرتا ہے جس نور سے ایسا متقی غیروں سے علیحدہ ہوتا اور ایک خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے۔

خط و کتابت
کرتے وقت اپنا خریداری نمبر
ضرور تحریر کیجئے
(مینیجر بدر)

قسط پنجم

جناب پادری عبدالحق صاحب کے مسیحی ہونے کی حقیقت اور وجوہات پر ایک نظر

انجیلی و قرآنی فضل

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

جناب پادری صاحب آپ نے فرمایا ہے کہ آپ کو اسلام میں فضل سے استفادہ وافادہ کی توفیق نہ ملی یہ یا تو آپکی قرآن کریم سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے یا پھر سراسر حق پوشی ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کے فضل کا اس کثرت سے ذکر آیا ہے۔ اگر اس کے مقابلے میں اناجیل میں نہ ہونے کے برابر ہے بلکہ قرآن کریم میں فضل کے قریب قریب مفہوم رکھنے والے الفاظ بھی بکثرت استعمال ہوئے ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل بیان کرنے کے لئے لائے گئے ہیں۔ خود لفظ فضل کا استعمال چھ درجن سے اوپر ہے۔ رحمت کا آٹھ درجن سے زائد درجن کا چار درجن سے زائد۔ اور رحیم کا ڈیڑھ درجن سے اوپر۔ رحم کا تین دفعہ۔ رأفت و رؤف کا ایک درجن کے قریب اور مغفرت و ستاری کا دو درجن اور غفور کا چار درجن کے قریب عفو کا ڈیڑھ درجن نیز توبہ و استغفار اور پاکیزگی زبان و قلب و اعمال کے لئے دعاؤں کی تعلیم۔ نجات و فوز و فلاح و رضوان اکبر و کرم و رحمت و احسان کی وسعت کا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کے شامل حال ہے نیز اس کے انعامات و اعزازات کی ایک لمبی تفصیل متفرق رنگوں میں دی گئی ہے اور اس کے فضل کا کوئی پہلو ترک نہیں کیا گیا خواہ اس کا تعلق دینی ضرورتوں سے ہو خواہ افرادی حاجتوں سے سب کو اللہ تعالیٰ نے مختلف لطیف پیرایوں میں ایسا اُجاگر کیا ہے کہ بے اختیار دل سے خدا تعالیٰ کی حمد نکلتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا جس میں اقوام عالم اور ان کے افراد پر خدا تعالیٰ کا فضل حاوی نہ رہا ہو اور وہ اس سے مستفید نہ ہوئے ہوں۔ اسی طرح بتایا ہے کہ اس کا فضل ہر آن دنیا پر جاری و ساری رہتا ہے اور انسان کبھی بھی کسی وقت اس سے محروم نہیں ہوتا حتیٰ کہ جب انسان پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اور وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت رہا ہوتا ہے اس وقت بھی اس کا فضل اس کے شامل حال ہوتا ہے اس کی وہ سزا بھی اس کی اصلاح کی خاطر اور اس کے فائدہ کے لئے ہوتی ہے ایسا ہی انسان کے مرنے کے بعد جس جس رنگ میں اس پر خدائی فضل ہوگا اُسے بھی بالوضاحت قرآن کریم میں بیان کر رکھا ہے۔

حضرت مسیح سے قبل قوموں بالخصوص بنی اسرائیل پر کس کس رنگ میں خدا کے فضل ہوئے ان کا ذکر بھی قرآن کریم میں بالتفصیل کیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل پر فضل بھی کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ان میں نبی بھیجے اور ان کو بادشاہ بنایا نیز ان کو اپنے کلام و الہام و شریعت سے نوازا اور ان کو ان کے دشمنوں پر فضیلت اور غلبہ عطا کیا۔ ایسا ہی نصاریٰ پر بھی فضل کیا اور مزید فضلوں کے حاصل کرنے کا موقع بھی دیا۔ مگر اس خدائی فضل کو دیکھ کر وہ اترا گئے اور اُنہوں نے فضل کو اپنے ساتھ مخصوص سمجھ کر باقی دنیا کو اس سے محروم قرار دینا شروع کر دیا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (آل عمران ۷۴-۷۵)

یعنی تو انہیں کہدے کہ فضل تو یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ چاہتا ہے جسے چاہتا ہے فضل عطا کرتا ہے اور اللہ وسعت دینے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور بڑا فضل کرنے والا ہے۔ ایسا ہی ایک اور جگہ فرماتا ہے:-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَیَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ لِّئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (الحدید ۲۹-۳۰)

یعنی اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تب تم کو اللہ اپنی رحمت سے دوہرا حصہ عطا کرے گا اور تمہارے لئے نور مقرر کر دے گا جس کی مدد سے تاریکی کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور بے انتہا فضل و کرم کرنے والا ہے۔ اور یہ ہم اس لئے کہتے ہیں کہ اہل کتاب یہ نہ سمجھ لیں کہ مسلمانوں کو اللہ کے فضل سے کچھ ملا ہی نہیں بلکہ وہ یہ سمجھیں کہ فضل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضلوں والا ہے۔ پھر فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا۔ یہ مغفرت و فضل کا وعدہ دیا ہے۔

پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہر قسم کے فضلوں کا ذکر فرمایا ہے اور کسی بھی پہلو سے اس میں کمی نہیں رہنے دی تو یہ کس طرح ممکن تھا کہ وہ اپنے اس فضل کا ذکر قرآن کریم میں نہ کرتا جس کا تعلق انسان کی نجات و فلاح اور آخرت سے ہے اس نے تو اس کا ذکر بڑی تفصیل سے کر رکھا ہے۔ مگر وہ اس کو نظر آتا ہے جس کی بصارت و بصیرت قائم ہو اس نے بتایا ہے کہ اہل کتاب ہی کو فضل نہ ملا تھا بلکہ مسلمانوں کو بھی ملا ہے اور ساتھ تدبر کی ترغیب بھی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا کہ لوگ کیوں قرآن کریم پر تدبر نہیں کرتے کیا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں اور وہ اسے سمجھنے سے عاری ہیں؟ قرآن کریم بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع ہوتا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی دو قسم کی رحمت و فضل کا ذکر ہے باقی سارا قرآن کریم انہی دو صفات مرکزیہ کی تفسیر و تشریح ہے۔ اور اس کے فضل و رحم کے افادہ و استفادہ کی توضیح ہے صفت رحمانیت میں وسعت رحمت کی طرف اور صفت رحیمیت میں تکرار و دوام رحمت کی طرف اشارہ ہے اور یہ دونوں قسم کی رحمتیں ہمیشہ اسکی طرف سے اس کے بندوں پر ہوتی چلی آرہی ہیں اور انسان کے نیک اعمال اور اس کا گناہوں سے اجتناب ہر وقت خدا کے فضل کے اندر گھرا ہوا ہے ان دونوں صفات میں بتایا گیا ہے کہ اس کا فضل و رحم و کرم اول اس کی صفت رحمانیت کے ماتحت بلا عمل اور بن مانگے اس کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور پھر صفت رحیمیت کے ماتحت اس کے عمل کے نتیجہ کے طور پر بھی ملتا ہے اور بخشش پر بھی۔ اور عمل کے بعد اس کا وہ فضل بھی ہوتا ہے جس کا تعلق عمل سے نہیں بلکہ وہ بلا مبادلہ ہوتا ہے یہ فضل اس کا عمل کے بغیر عمل سے قبل بھی ہوتا ہے اور بعد بھی۔ عمل کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا اور یہی فضل اس کی نجات و فلاح کا موجب ہے

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و رحم و کرم و احسان کا ذکر پہلی ہی آیت میں کر کے انسانوں کو ہوشیار کر دیا ہے۔ تا ان کا قدم اس کے حسن و احسان سے دور نہ چلا جائے اور وہ تاریکیوں کی بھول بھلیوں میں پھنس کر نہ رہ جائے۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں اپنے فضل کو جذب کرنے کے لئے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی بے نظیر جامع دعا سکھلائی ہے جبکہ انجیل ان کو صرف روز کی روٹی ہی کی دعا سکھلا کر انکو دنیا میں پھنسا کر نجات کے راستہ سے دور پھینک رہی ہے۔ چنانچہ ان کی اس دنیوی دعا کا نتیجہ صرف دنیا کی صورت میں ظاہر ہو کر ان کو حقیقی فلاح سے محروم کر رہا ہے سورۃ فاتحہ کے بعد باقی قرآن کریم نے اس کے فضل کی پوری توضیح پیش فرمائی ہے اور انسان پر جس رنگ میں ظاہر ہوتا ہے یا ہوگا اسے کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اور بتایا ہے کہ اس نے انسان کی مادی و جسمانی ضروریات کے ساتھ روحانی ضروریات کا سامان بھی کیا ہے اور جب انسان اپنی کسی جسمانی یا روحانی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے عملی قدم اُٹھاتا ہے

تو پھر [illegible] رحم و کرم اور فضل اس کے نتیجہ کے رنگ میں ان کے سامنے آتا ہے۔ جسمانی ضروریات کے سامان پیدا کرنا اور روحانی ضروریات کے سامان مہیا کرنا اور نیک اعمال کے نتائج پیدا کرنا سب اس کے رحم و کرم اور فضل کے نتیجہ میں ہے۔ اور یوں اس کو فضل اسکے اعمال کو ماننے ہی ہے اس طرح بتایا ہے کہ اس کے فضل سے اول مادی سامان پیدا ہوئے جو اس کے نیک کاموں کی بجا آوری میں ممد و مددگار ہیں۔ اور اس کی قربانیوں دائیں اس کے شامل حال ہوتے ہیں۔ اور پھر اس نے روحانی ضروریات بھی پورا کرنے کے لئے شرائع اور انبیاء و رسل بھیجے تا وہ ان کے ذریعہ سے خداتعالیٰ کی مرضی و منشاء معلوم کر کے اس کے مطابق اعمال بجا لا کر اس کا شکر گزار اور پاکیزہ بندہ بن سکے باقی رہا نجات و فلاح اور اس کی دائمی جنت و قرب و خوشنودی تو یہ اس کے بعد محض اس کے فضل، کرم و احسان سے اس کی مرضی سے حاصل ہو گی۔

جناب پادری صاحب آپ ذرا سورۃ بقرہ کے پہلے رکوع میں تقویٰ و پاکیزگی کے اعتقادی و عملی اصول ملاحظہ فرماویں اور پھر دیکھیں کہ ساتھ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ یہ اصول کامیابی و فلاح کے لئے کارگر ہیں جو لوگ ان کو اختیار کر لیتے ہیں وہ فلاح حاصل کر لیتے ہیں۔ یہی مضمون قرآن کریم میں پھیلا ہوا ہے۔ اور پھر نظر اٹھا کر دیکھیں کہ قرآن کریم میں خداتعالیٰ کے اخروی انعامات غفران، فوز عظیم و رضوان اکبر کا کس قدر تفصیلی بیان موجود ہے۔

خلاصہ یہ کہ انجیل میں شاید ہی دو چار بار فضل کا لفظ آیا ہے اور اس کی طرف سے بھی کوئی مزعومہ توضیح موجود نہیں۔ وہاں تو جناب پادری صاحب آپ کو فضل سے افادہ و استفادہ کی معقول توضیح مل گئی۔ مگر قرآن کریم نے جو خداتعالیٰ کے فضل کا دریا بہا دیا ہے وہ آپ کو نظر نہ آسکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو یہ قسم کی آزادی حاصل ہو گئی ہے اور کوئی عملی زحمت گوارا کرنا نہیں پڑتی۔ "پولوس مقدس" نے آپ کو "لعنت" اور شریعت کے بغیر" خدا کے فرضی و خیالی فضل کا ہمیشہ کے لئے وارث ٹھہرا دیا ہے جس کی وجہ سے شریعت کے اعمال صالحہ کی پابندی آپ سے اٹھ گئی ہے اور کوئی عملی ذمہ داری اس پر نہیں رہی صرف زبانی طور پر پاکیزگی کا لفظ آپ کی زبان پر چڑھا ہوا ہے حالانکہ شریعت کی پابندی کے بغیر زبان و دل اور جوارح کی پاکیزگی نجات و فلاح کا حصول ناممکن و محال ہے یہی تمام انبیاء و مسیح کی تعلیم ہے۔ قرآن کریم نے آپ پادریوں کو اس جنجال سے نکالا ہے۔ اور نہ صرف یہ کہ اس نے انجیل کی اس کمی کو پورا کر کے اس پر پوری تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ بلکہ خدا کے حسن و احسان کو پوری طرح اجاگر کیا ہے ہاں اس نے اس جھوٹے فرضی و خیالی فضل کا ذکر بے شک نہیں کیا۔ جس نے مغفرت اور شریعت کے بغیر دیئے جانے کے لالچ کے ذریعہ سے مادر پدر آزاد کر کے عیسائی بھائیوں کو خداتعالیٰ کے حقیقی فضل سے دور پھینک دیا ہے۔ اسلام نے حقیقی اور سچے فضل الٰہی کے لئے دنیا کو اپنے اندر غیر معمولی انقلاب پیدا کرنے کی دعوت دی ہے۔ اور یوں دنیا کو اس کے فضل سے استفادہ و افادہ کرنے کا موقع دیا ہے اور جھوٹی و جعلی پولوسی نجات سے جس نے ان کو تباہ اور رحمت الٰہی سے محروم کر دیا ہے۔ بچنے اور حقیقی نجات و فلاح کے راستہ کو اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے۔ عیسائی بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ قرآن کریم کے بیان کردہ فضل اور جعلی پولوسی فضل کا موازنہ کر کے حقیقی فضل کو معلوم کر کے اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور وہ اس حقیقی فضل الٰہی سے حصہ پا سکیں گے جو خداتعالیٰ نے اپنی قرآنی تعلیم کے ذریعہ سے نازل فرمایا ہے اور وہ اس جھوٹے خیالی فضل سے نجات پا جائیں گے جس نے ان کا قدم الٰہی راستہ سے دور پھینک دیا ہے۔ اور وہ تاریکیوں میں بھٹکنے سے بچ جائیں گے جو ان کی تباہی کا موجب بن رہی ہیں اور وہ حقیقی فلاح کو حاصل کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو کامل توفیق بخشے۔ آمین

بدر کا
مطالعہ ہر احمدی کا فرض ہے
لہٰذا اس کے خریدار بن کر مذہبی علوم سے استفادہ فرماویں۔

خاتم النبیین کے کامل معنی اور ان پر کامل ایمان

الپیغام کا ربوہ سے استفسار اور اس کا کامل جواب

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف قادیان

استفسار یہ ہے کہ

"ایک غلطی کے ازالہ کی مندرجہ ذیل عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی کونسی آیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے

"پھر جس حالت میں خداتعالیٰ فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیج دیا تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دل آزاری کا موجب ہوگا"

اس کے جواب میں ایک شخص نے لکھا ہے کہ

"اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف یہی عبارت نبوت کے سلسلہ میں تحریر کی ہوتی تو ہم بھی معانی آیت خاتم النبیین کے لئے ماننے پر ہم پابند ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نیا نہ پرانا"

مجیب کا پورا جواب میرے سامنے نہیں اسلئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ حضور علیہ السلام نے غیر احمدی علماء کو کلیۃً نبوت بند قرار دینے کا ملزم قرار دیا ہے اور آیت خاتم النبیین کے منفی پہلو کے ساتھ اس کا مثبت پہلو بھی ایک غلطی کے ازالہ میں بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ

"لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ **ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین** اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں .... نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے۔ اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں"

اس عبارت سے ظاہر ہے نبوت کی بعض کھڑکیاں بند ہوئی ہیں نہ کہ ساری۔ فنافی الرسول کی کھڑکی کھلی ہے۔ اور جس طرح موسیٰ کا بروز و ظل یوشع تھا اسی طرح حضرت اقدس علیہ السلام بھی آنحضرت صلعم کے ظل و بروز ہونے کی وجہ سے نہ یوشع کی ظلی نبوت کی نفی ہو سکتی ہے نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کی نفی ہوتی ہے۔ یہ نبوت آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کی کھلی کھڑکی ہی سے جاری ہوئی ہے۔ حضور کے ذریعہ سے وہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین کے الفاظ میں مخفی رکھی تھی۔ جس کا علم مخالفین کو اس سے ظاہر ہے کہ ختم نبوت کے منفی پہلو کے ساتھ اس کا مثبت پہلو بھی حضور نے بیان فرمایا ہے۔ یہ دونوں پہلو ختم نبوت کے حضور نے خود بیان فرمائے ہیں نہ کہ صرف منفی پہلو جو کہ ناقص پہلو ہے۔ پس ختم نبوت پر کامل ایمان یہی ہے کہ اس منفی پہلو کے ساتھ مثبت پہلو پر بھی ایمان ہو۔

ضرورت محررین

صدر انجمن احمدیہ قادیان کو چند کلرکوں کی ضرورت ہے، ابتدائی طور پر مبلغ -/۹۰ روپے دیئے جائیں گے امتحان سروس کمیشن کے بعد ۱۳۰-۵-۱۶۰-۶-۲۲۰ [illegible] کے گریڈ میں فکس کر دیا جائے گا۔ مرکز سلسلہ میں خدمت دین کرنے کے خواہشمند احباب کیلئے بہترین موقع ہے۔ ایسے احباب جو مولوی فاضل یا میٹرک پاس ہوں اور خدمت سلسلہ کا شوق رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں امراء و صدر صاحبان کی سفارش کے ساتھ جلد از جلد نظارت علیا صدر انجمن احمدیہ قادیان کو بھجوادیں

ناظر اعلیٰ قادیان

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۷۰ء

قسط دوم

موجودہ زمانہ کے مسائل اور انکا حل اسلام میں

از مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

۵- بین الاقوامی قانونِ امن

اسلام نے وہ قواعد امن مرتب کئے جو آج بین الاقوامی قانون سے یاد کئے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر ہالینڈ اور بعض دوسرے قانون دان جنہیں یورپ میں بین الاقوامی قانون کا موجد اور موسس بیان کیا جاتا ہے۔ اسلام کے زمانہ عروج کے بعد میدان میں آئے ہیں۔ اور وہ انہی قواعد اور ضوابط کے خوشہ چین تھے جو اسلامی دنیا کے مشرقی اور مغربی ممالک میں پہلے ہی مرتب کئے جا چکے تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے ابتدا ہی سے تمام معاملات میں انسانیت کے عالمی نقطۂ نگاہ پر زور دیا۔ اور اس امر کی تعلیم دی کہ انسانیت سے تعلق رکھنے والے تمام معاملات میں عالمی نقطۂ نگاہ سے کام لیا جائے۔ یہ حقیقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع سے بالکل واضح ہے۔

ذرہ غور کریں کہ انسان بہت بڑا انسان جو محض قومی یا نسلی لیڈر نہیں بلکہ پوری انسانیت کا رہنما ہے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہے اور وہ آخری وصیت کے طور پر ان سے خطاب کر رہا اور یہ کہہ رہا ہے:۔

"اے لوگو جو کچھ میں کہتا ہوں توجہ اور غور سے سنو۔ میں نہیں کہہ سکتا پھر اس وادی میں اور میدان عرفات میں تمہارے سامنے کھڑے ہو کر تم سے اس طرح مخاطب ہو سکوں گا یا نہیں تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو اللہ تعالےٰ نے قیامت کے دن تک ایک دوسرے کے حملوں سے محفوظ کر دیا۔۔۔۔۔۔ اے لوگو بیویوں کے تم پر حقوق ہیں اور تمہارے ان پر حقوق ہیں۔

اے لوگو جو کچھ میں تمہیں کہتا ہوں اسے غور سے سن لو اور خوب یاد کر لو۔

"تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تم سب برابر ہو۔ تمام لوگ خواہ کسی بھی قوم اور قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں اور کسی بھی درجہ کے مالک ہوں سب آپس میں برابر ہیں۔"

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے ملاتے ہوئے فرمایا:۔

"جس طرح ان دونوں ہاتھ کی انگلیاں ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ اسی طرح تمام بنی نوع انسان آپس میں برابر ہیں کوئی شخص بھی کسی امتیازی حق یا بزرگی کا دعویٰ نہیں کر سکتا یاد رکھو تم سب بھائیوں کی طرح ہو"

خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا:۔

"کیا تم جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے۔ اور یہ کون سی سرزمین ہے جس میں کہ ہم اس وقت ہیں اور یہ کون سا دن ہے"۔

مسلمانوں نے جواب میں عرض کیا کہ یہ مبارک مہینہ ہے۔ مبارک سرزمین اور حج کا مبارک دن ہے۔

اس پر رسول اللہ نے فرمایا۔

"جس طرح یہ مہینہ یہ سرزمین اور یہ دن تمہارے لئے قابل احترام ہے۔ بالکل اسی طرح خدا تعالےٰ نے تم میں سے ہر شخص کی جان، مال اور عزت کو حرام قرار دیا ہے کسی آدمی کی جان یا مال لینا یا اسکی عزت پر حملہ کرنا ایسا ہی ظلم اور ایسی ہی معصیت ہے جیسا کہ رسولوں۔ اس مہینے اور اس سرزمین کی حرمت کو توڑنا جو کچھ حکم میں آج تمہیں دیتا ہوں اسے صرف آج ہی کے دن کے لئے نہ سمجھو بلکہ وہ ہمیشہ کے لئے ہے اس کو یاد رکھو اور اس پر عمل کرتے چلے جاؤ۔ یہاں تک کہ تم اس جہان کو چھوڑ کر خالق حقیقی سے ملنے کے لئے دوسرے جہان کی طرف کوچ کرو"۔

اس خطبے سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ عرب کی گمنام سرزمین میں انسانیت کے اس عظیم پیامبر نے انسانی تعلقات کو قائم کرنے وقت کس وسعت اور دقت نظر سے کام لیا جس کا وسیع ترین انسانی مفاد متقاضی تھا۔

۶- بین الاقوامی تنظیم کا ایک دلکش خاکہ

قیام امن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی شریعت قرآن مجید کے ذریعہ ایک نہایت ہی مفید اور دلکش خاکہ پیش کیا ہے جس کی نظیر دوسری جگہ نہیں ملتی

سابقہ لیگ آف نیشنز اور موجودہ ادارہ اقوام متحدہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ بین الاقوامی تنظیمیں اسلام کے پیش کردہ بین الاقوامی نظام سے جزوی طور پر کسی حد تک تو مناسبت رکھتی ہیں۔ لیکن اس کے بلند و بالا معیار پر پوری اترنے میں کامیاب نہیں ہو سکیں اگر ادارہ اقوام متحدہ اس کے مطابق عمل پیرا ہو تو بہت سے اہم ملکی مسائل جن کی وجہ سے باہم کشیدگی اور بدامنی کی فضا پیدا ہو رہی ہے نہایت ہی خوش اسلوبی سے حل ہو سکتے ہیں۔

بین الاقوامی تنظیم کا یہ خاکہ سورۂ حجرات میں یوں بیان کیا گیا۔

وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احداھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیٓء الی امر اللہ فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا ان اللہ یحب المقسطین۔

اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں باہم لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔ اور پھر اگر ان میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو کل کر زیادتی کرنے والی جماعت کے ساتھ لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے۔ پھر اگر وہ رجوع کرے تو ان کے درمیان عدل اور انصاف سے صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو جا بشبہ اللہ تعالےٰ انصاف کرنے

والوں کو پسند کرتا ہے۔

حملے کے آغاز سے صلح ہونے تک جس طریق عمل پر کاربند ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔ وہ تمام توضیح الاقوامی قانون کے لب ولہجہ میں بیان کر دیا گیا ہے

اور آخر میں جو ہدایات دی ہیں وہ نہایت ہی اہم ہیں۔ یہ ہدایت قرار دیتے کہ [illegible] کو [illegible] سے [illegible] رکھتے حتی کہ [illegible] اور حملہ آور کے ساتھ بھی [illegible] اور منصفانہ سلوک کی تلقین کی ہے۔ پھر یہ بھی ہدایت ہے کہ حملہ آور کے ساتھ صلح اس رنگ کی نہ ہو کہ جو پھر ایک جنگ کا پیش خیمہ بن جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اس اصل کا نہایت شاندار مظاہرہ فرمایا۔

اہل مکہ نے خود صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑا جس پر رسول اللہ کو جنگ کرنے کا پورا حق حاصل تھا۔ آپ نے مکہ پر چڑھائی کی اور خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر اسے فتح کر لیا۔ اہل مکہ کو فکر دامنگیر ہوئی کہ انہیں اپنے سابقہ مظالم کی نہ معلوم کیا سزا بھگتنی پڑے گی۔ جب ان کے نمائندے ایک جگہ جمع ہوئے تو رسول اللہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"تم مجھ سے کس قسم کے سلوک کا خیال رکھتے ہو"

جمع ہونے والے لوگوں نے جواب دیا ہم آپ سے اچھے سلوک کی امید رکھتے ہیں کیونکہ آپ خود بھی شریف ہیں اور شریف کے بیٹے ہیں۔ جس پر آپ نے فرمایا۔

اذھبوا انتم الطلقاء
لا تثریب علیکم الیوم

جاؤ آج کے دن تم پر کوئی گرفت اور ملامت نہیں۔ گویا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انتہائی مشکل اور مخالف حالات میں عزم اور ایمان کے ساتھ امن قائم کرنے میں کامیابی حاصل کی اور پھر عفو و درگذر سے کام لے کر اس قائم کردہ امن کو پائیداری اور استواری سے ہمکنار کیا۔

آج دنیا پھر اسی مشکل ترین دور میں سے گذر رہی ہے جس میں سے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم گذرے تھے۔ اور وہ اہم مسائل دنیا کو درپیش ہیں۔ اگر دنیا رسول اللہ کی تعلیم اور آپ کے اسوہ اور نمونہ پر چلے تو یقیناً اس دنیا میں پھر امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔

ایک بہت بڑے مفکر جارج برنارڈ شا نے کہا ہے کہ آج کی پریشان دنیا میں

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے سے امن کا قیام اور تمام مسائل کا حل ہو سکتا ہے۔

معاشرے کی برائیوں کا حل

سیدنا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد پر معاشرے میں بے شمار خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں۔ ایک طبقہ کے پاس دولت بہت زیادہ جمع تھی۔ اور وہ طرح طرح کی عیاشیوں میں مبتلا تھا۔ جبکہ غریب کو روٹی بھی میسر نہ تھی۔ گویا اقتصادیات کا مسئلہ وبال جان بن چکا تھا۔

حضور نے غریب اور امیر کے فرق کو دور کیا۔ چنانچہ اسلام نے امیر کے مال میں غریب کو بھی شریک اور حصہ دار ٹھہراتا ہے تاکہ غریب اور امیر آپس میں بھائیوں جیسے ہو جائیں۔ اس کے لئے اسلام نے اڑھائی فیصدی کا ٹیکس زکوٰۃ مقرر کر دیا جو بیوہ ناداروں، غریبوں، یتیموں اور معذوروں کی مدد کے لئے وقف کر دیا۔ اور اہل کو حکم دیا کہ اس کے علاوہ اپنے اموال میں غرباء کا زیادہ سے زیادہ حصہ رکھیں۔ ان کی ضروریات کا خیال کریں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يقول اهلكت مالاً لبدا
ايحسب ان لم يره احد
الم نجعل له عينين
ولسانا وشفتين و
هديناه النجدين فلا
اقتحم العقبة وما ادراك
ما العقبة فك رقبة او
اطعام في يوم ذي مسغبة
يتيما ذا مقربة او
مسكينا ذا متربة

(سورۃ بلد)

امیر انسان کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں ڈھیر مال ضائع کیا ہے کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس کو کوئی دیکھنے والا نہیں۔ کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں پیدا نہیں کیں اور زبان بھی اور ہونٹ بھی پیدا نہیں کئے۔ تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کر سکے اور زبان سے بیان کر سکے۔ ہم نے اس کے بتا دیا کہ کس کس کا حق ہے ہم نے اس کو دونوں رستے دکھا دیے ہیں۔ پھر بھی وہ چوٹی پر نہ چڑھا۔ اور تجھے کیا خبر ہے کہ چوٹی پر چڑھنا کیا ہے۔ چوٹی پر چڑھنا یہ ہے کہ غلام کو آزاد کروایا جائے جس سے لوگوں کو کھانا کھلایا جائے۔ بالخصوص وہ جو کہ یتیم ہو اور پھر قریبی رشتہ دار بھی ہو۔ یا مسکین جو خاک آلود ہو اور ہو۔

میں بتایا گیا ہے کہ امراء کو اپنے مال سے دنیا سے مفلسی کو دور کرنا چاہیئے۔ غربت کو دور کرنا چاہیئے۔ یتیموں اور مسکینوں کا انتظام کرنا چاہیئے۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو غرباء کی تکالیف کا بہت ہی احساس رہتا۔ احادیث میں آتا ہے کہ جب رمضان شریف کا مہینہ آتا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اتنی کثرت کے ساتھ غرباء میں صدقات تقسیم فرماتے کہ اسے تیز ہوا سے مشابہت دی جائے تو یہ بھی ایک ناقص مشابہت ہوگی۔

مالدار کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے سادہ زندگی بسر کرنے کی تلقین فرمائی۔ خود رسول کریم نے اس پر اس وقت بھی عمل فرمایا۔ جبکہ آپ عرب کے بادشاہ تھے آپ نے یہ تعلیم دی کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل۔ دنیا میں مسافر کی طرح زندگی بسر کرو۔ زیادہ مال و دولت جمع کرنے کی کوشش نہ کرو۔ آپ کی پیاری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس گئی اور یہ اظہار کیا کہ چکی چلانے سے اس کے ہاتھ پر چھالے پڑ جاتے ہیں اسے کوئی خادم یا خادمہ دے دی جائے جو اس کی مدد کرے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خود ہی اپنے ہاتھوں سے کام کرو اور اسی پر اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہیں صحت اور توانائی عطا کی ہے۔

امراء کو اس امر سے منع کیا کہ وہ کسی قسم کی فضیلت کا اظہار غرباء پر کریں۔ ایک مرتبہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو مالدار تھے وہ اپنی دولت کی وجہ سے فضیلت کا اظہار کر رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ اے سعد کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ مال اپنے زور بازو سے ملا ہے۔ تمہاری دولت اور طاقت کا اصل ذریعہ غرباء ہی ہیں اس لئے خدمت کرو۔ اور غرباء کی تحقیر نہ کرو۔

آج سرمایہ داریت کا مسئلہ قریباً ہر ملک کو پریشان کئے ہوئے ہے جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ دار غرباء کے حقوق کو نظرانداز کر رہے ہیں۔ اور دوسری طرف غرباء میں بھی سستی دیکھنے میں آتی ہے ان کی عادت پیدا ہو رہی ہے۔ جس کی وجہ سے امراء اپنی تجارتوں، صنعتوں، کارخانوں اور زمینوں سے پوری طرح سے فائدہ اٹھانے سے محروم ہیں۔

اسلام جہاں غرباء کی محنت کی اجرت بروقت ادا کرنے پر زور دیتا ہے۔ ان کی امداد پر زور دیتا ہے وہاں غرباء کو بھی تلقین کرتا ہے کہ وہ دیانتداری اور محنت سے کام کریں۔

قومی ترقی کا بہت بڑا گر یہ ہے کہ دولت ایک جگہ جمع ہونے نہ پائے۔ اس لئے اسلام نے سود اور جوئے سے دولت چند ہاتھوں میں جمع ہونے کی راہ بند فرما دیا ہے۔ سود۔ جوا۔ لاٹری سٹہ جیسی تمام چیزوں کو اسلام نے اسی وجہ سے منع قرار دیا ہے کہ اس سے دولت چند ہاتھوں میں جمع ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح اسلام ایک امیر کو زیادہ امیر بننے کا موقع نہیں دیتا۔ اسلام کے حکم کے مطابق دولت مند کے مرنے کے بعد اس کی دولت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اسکے وارثوں میں تقسیم ہو جاتی ہے جس سے سرمایہ داری اور کیپٹل ازم کو کاری ضرب لگتی ہے۔

پس اسلام امن اور سلامتی کا مذہب ہے۔ اسلام کے سنہری اصولوں کو اپنا کر بنی نوع انسان سلامتی کے حصار میں آ جاتے ہیں۔ کیونکہ مذاہب عالم میں سب سے زیادہ قابل عمل اصول جو فتنے اور فسادات کو دور کرنے والے ہیں۔ بغاوت کی راہوں کو بند کرنے والے۔ آپس کی نفرت کو کم کرنے والے۔ اور باہمی دوستی اور بھائی چارہ کو بڑھانے والے ہیں وہ آج صرف اسلام کے پاک مذہب اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونے میں پائے جاتے ہیں جس سے فی الحقیقت اسلام ہی امن عالم، امن بین الاقوامی، امن سیاسیات اور امن سرمایہ داری ہے۔ اور آج کی پرفتن دنیا اسلام ہی کے اصولوں پر عمل کر کے امن حاصل کر سکتی ہے۔ اور اپنے مسائل کو حل کر سکتی ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد
للہ رب العالمین۔

راہِ امن

مدراس سے ایک تامل رسالہ کا اجراء

جنوبی ہند میں خاص کر علاقہ کیرالہ اور تامل ناڈو میں رہنے والے اکثر حق کہ اکثر مسلمان بھی اردو زبان سے بالکل نابلد ہیں۔ چونکہ ہماری کتابیں و لٹریچر وغیرہ اردو زبان میں بھی۔ اس لئے ان لوگوں تک صحیح معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام اور آپ کے مشن کے قیام کی غرض و غایت وغیرہ نہیں پہنچائے جا سکے ہیں۔ اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض لوگوں کو ان کی اپنی مادری زبان میں احمدیت کا پیغام پہنچا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔ چنانچہ کیرالہ سے گزشتہ ۴۵ سال سے ستیہ دوتن کے نام سے ایک ملایالم رسالہ نکل رہا ہے۔ یہ رسالہ محترم مولوی ابوالوفاء صاحب مبلغ انچارج کیرالہ کی زیر ادارت سے کامیابی سے شائع ہو رہا ہے

اس طرح تامل ناڈو کے رہنے والے احمدیوں کی یہ دیرینہ خواہش تھی کہ یہاں سے تامل زبان میں ایک رسالہ شائع کیا جائے۔ تاکہ (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی غرض اور آپ کی تعلیمات لوگوں تک صحیح معنوں میں پہنچایا جائے (۲) حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے خطبات و ارشادات کا تامل زبان میں ترجمہ شائع کیا جائے۔ (۳) تامل ناڈو کے مختلف علاقوں کی تمام جماعتوں اور احمدی افراد تک مرکز کے اعلانات اور ارشادات پہنچائے جائیں (۴) دیگر دینی مضامین کے ذریعہ احمدیوں اور غیر احمدیوں تک اسلام اور احمدیت کی صحیح تعلیم پہنچائی جائے

ان اغراض و مقاصد کے تحت اور خاص طور پر خلیفۂ وقت اور مرکز کے ساتھ تامل بولنے والے احمدیوں کے تعلقات کو مضبوط بنانے کے لئے خدا تعالےٰ کی خاص تائید و نصرت سے جماعت احمدیہ مدراس کے زیر اہتمام ایک رسالہ بنام راہ امن (SAMADHANA VAZHI) شائع ہو گیا ہے۔ اس کا پہلا پرچہ ۱۰ مارچ کو اور دوسرا پرچہ ۱۰ اپریل کو شائع ہو چکا ہے۔

اس پرچہ کی نگرانی محترم مولوی محمد عمر صاحب فاضل انچارج مدراس فرما رہے ہیں۔ ادارت کے فرائض محترم ایم۔ کے۔ محی الدین عمل صاحب سیکرٹری امور عامہ جماعت مدراس سرانجام دے رہے ہیں۔ تمام قارئین کرام کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو سب کے لئے بہت کا موجب بنائے اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کا ہاتھ اس رسالہ کے ساتھ ہمیشہ رہے اور جن اغراض و مقاصد کے تحت یہ رسالہ شروع ہوا ہے خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل و احسان سے انہیں پورا کرے اور اس کا اپنی حضور میں قبولیت عطا فرمائے آمین۔ (کمال الدین احمد سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ جماعت احمدیہ مدراس)

[illegible]

* Maulvi Mohammad Umar Sahib H.A.
Ahmadiyya Muslim Mission
52 Appu Madaly street Madras 4.

پالگھاٹ میں آل کیرالہ احمدیہ کانفرنس کا میاب انعقاد

(بقیہ صفحہ اوّل)

محترم صدیق امیر علی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ لوائے احمدیت کی اہمیت بیان کی اور بتایا کہ تاریخ اسلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی جھنڈے کا رنگ سیاہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں جو کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا زمانہ ہے جماعت احمدیہ اس اسلامی جھنڈے کو دنیا میں بلند کرنے کا عزم لے کر اٹھی ہے۔ قرونِ اولیٰ میں اسلام کے سیاہ جھنڈے کو یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی حکومتوں نے اپنے لئے بدشگون سمجھا تھا۔ اسی وجہ سے مغربی مذاہب نے سیاہ رنگ کو اپنے لئے غم اور دکھ کا نشان تصور کیا ہے۔ آہستہ آہستہ اس رنگ کو ساری دنیا دکھ اور غم کا نشان سمجھنے لگی۔ اسی طرح اسلامی تہذیب کو دنیا سے مٹانے کے لئے نئی نئی باتیں ایجاد ہوتی رہیں۔ مثلاً اسلام نے دائیں طرف کو مقدم رکھنے کی تعلیم دی تھی۔ لیکن اس تہذیب کو مٹانے کے لئے Keep to left (بائیں کو مقدم رکھو) ایجاد کیا گیا۔ اسی طرح عیادت اور علاج معالجہ کی سکیم کو Red Cross کا نام دیا گیا وغیرہ وغیرہ۔

مکرم صدیق صاحب نے اپنی تقریر میں احمدیت کے قیام کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت اسلام ہی کی نشأۃ ثانیہ کا دوسرا نام ہے ہم اسلام ہی کی خوشنما اور پُرامن تعلیم اور اسلامی تہذیب و تمدن کو دنیا میں دوبارہ قائم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد برادرم مکرم اے۔ کیو مسلم صاحب نے خطبہ استقبالیہ دیتے ہوئے تمام معزز حضرات کا تعارف کرایا۔ اور جلسہ میں شامل ہونے والے نمائندگان کو خوش آمدید کہا۔

افتتاحی تقریر | محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے

افتتاحی تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ جس طرح اس مادی کائنات میں دن اور رات ہوتے ہیں اور تاریکی اور روشنی کا دور آتا ہے اسی طرح روحانی دنیا میں بھی دن اور رات یعنی ہدایت اور ضلالت کے دور آتے ہیں۔ جب بھی دنیا میں ضلالت اور گمراہی کا دور دورہ ہوتا ہے تو دنیا کو روحانی روشنی سے منور کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کے اوتار مبعوث ہوتے رہے ہیں۔

فاضل مقرر نے حضرت رسول عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا کی ظلمت کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے آپ کے ذریعہ پیدا شدہ عظیم الشان روحانی انقلاب کی طرف روشنی ڈالی۔

آپ نے مختلف قرآنی آیات بھگوت گیتا اور وید کے شلوکوں کے ذریعہ اسلامی تعلیم اور سری کرشن جی مہاراج کے اپدیشوں کا پُر لطف موازنہ کیا۔

فاضل مقرر نے اپنی تقریر میں اس زمانہ کے حالات کے بارے میں اسلام اور دیگر مذاہب کی پیشگوئیاں بیان کرتے ہوئے مدلل رنگ میں بتایا کہ یہ تمام اس زمانہ میں پوری ہو گئی ہیں۔ آخر میں آپ نے اس زمانہ کے اوتار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مختصر طور پر ذکر فرمایا۔

محترم مولانا کی تقریر کا محترم مولوی محمد ابو الوفا صاحب ترجمہ ساتھ ساتھ سناتے رہے۔

پیغام | محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان نے اس کانفرنس کے

لئے از راہ کرم بذریعہ تار جو پیغام ارسال فرمایا اس کا ملیالم ترجمہ محترم اے۔ کیو۔ مسلم نے سُنایا۔ محترم ناظر صاحب نے اپنے پیغام میں فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام دو چیزیں لے کر آئے ہیں (۱) الٰہی نشانات۔ بینات۔ معجزات خوارق و تائیدات ارضی و سماوی (۲) کامل نمونہ اور غیر معمولی جذب و کشش۔ خدا تعالیٰ نے یہ مقدر فرمایا ہے کہ وہ ان دو چیزوں کے ذریعہ سے ساری دنیا کو آپ کی طرف کھینچے گا۔ آپ اپنی زندگی میں ان دونوں کے ذریعہ سے ایک فعال جماعت تیار کر گئے آپ کو اپنے نمونہ کی برکت و جذب کشش سے لوگوں کو احمدیت کی طرف کھینچنا چاہیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حتمی وعدہ ہے کہ وہ اس جماعت کو اکناف عالم میں پھیلائے گا اور اسے ساری دنیا پر فتح و غلبہ عطا کرے گا۔ مگر اس کے لئے آپ سب کو بھرپور جدوجہد و مساعی کی ضرورت ہے۔ آخر میں محترم موصوف نے کانفرنس کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی۔"

اسلام اور معقولیت | بعد ازاں محترم مولانا شریف احمد

صاحب امینی نے اسلام اور معقولیت Islam & Rationalism. کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے اسلام اور معقولیت کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کی کوئی تعلیم بھی عقل و حکمت سے خالی نہیں۔ ....

....

آپ نے بتایا کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کے ذریعہ بین الاقوامی اخوت قائم ہوتی ہے۔

فاضل مقرر نے بتایا کہ اسلام صرف جسم کی ضروریات کی تکمیل کی راہ ہی نہیں بتاتا بلکہ دُنیا کے سامنے اس کی ترقیات کے ذرائع بھی پیش کرتا ہے۔ لیکن اس کے بالمقابل کمیونزم وغیرہ تحریکات صرف مادی و جسمانی ضروریات کے گرد چکر لگاتی ہیں۔

آپ نے مختلف دلائل سے ثابت کیا کہ سائنس اور مذہب میں آپس میں تصادم نہیں سائنس خدا کا قول اور مذہب اُس کا فعل ہے

محترم مولانا امینی صاحب کی اردو تقریر کا ترجمہ خاکسار ساتھ ساتھ ملیالم زبان میں سناتا رہا۔

ہستی باری تعالیٰ | اس موضوع پر محترم مولانا محمد

ابو الوفا صاحب مبلغ انچارج علاقہ کیرالہ نے تقریر کرتے ہوئے مختلف عقلی و نقلی دلائل سے وجود باری تعالیٰ کے بارے میں روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ ہستی باری تعالیٰ پر ایمان تمام مذاہب کی بنیادی بات ہے سارے اقوام عالم ایک ہی خدا پر ایمان لاتی ہیں۔ ابتداء میں خالص توحید تھی۔ مگر بعد میں بگاڑ پیدا ہو کر موجودہ حالت بنی ہے۔ آپ نے ہستی باری تعالیٰ کے دلائل کے طور پر ہزاروں راستباز دل کی شہادت، فطرت انسان کی آواز، کائنات عالم کی بناوٹ، نظام عالم کی ترتیب، دعاؤں کی قبولیت، مامورین اللہ کی فتح و نصرت، پیشگوئیوں کا پورا ہونا وغیرہ امور پر روشنی ڈالی۔ مولوی صاحب کی تقریر ملیالم زبان میں تھی۔

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام | اس موضوع پر خاکسار نے ملیالم

زبان میں تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ اسلام کی ایک سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کی اصلاح اور اسلام کی تجدید کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کو مبعوث فرماتا ہے۔ اس سنتِ الٰہی اور وعدہ کے مطابق اس زمانہ کے مصلح اعظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے مبعوث فرمایا ہے۔ خاکسار نے آپ کی صداقت کے طور پر مختلف امور پیش کئے۔ جیسے ماموریت و نبوت سے قبل آپ کی پاکیزہ زندگی اور اس کے بارہ میں آپ کے چیلنج اور آپ کے مخالفین کی تباہیاں کے بارے میں تفصیل بیان کی اور آپ کے ہونے کے بعد کی ابتدائی حالت کے بعد میں دشمنوں کی ہلاکت اور آپ کی اور آپ کے مشن کی عظیم الشان کامیابی کے بارے میں مفصل اور مدلل رنگ میں بیان کیا۔ جماعت احمدیہ کے عظیم الشان کارہائے نمایاں اور خدمات اسلام کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے مختلف قرآنی آیات کی روشنی میں آپ کی صداقت بیان کی۔

اسلام اور سائنس | مکرم پروفیسر محمد صاحب ایم۔ اے۔ ایس۔

ای کالج کیرالہ نے مذکورہ عنوان پر عجیب اور نرالی معلومات تقریر کی۔ آپ نے اس مادی دنیا میں مذہب کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ موجودہ دنیا کے تمام مسائل کا حل آج صرف اسلام ہی میں نظر آتا ہے۔ آپ نے بتایا کہ سائنس انسان کو راہِ نجات کی طرف راہنمائی نہیں کرتی اور نہ اُس کو اخلاقی تعلیم دیتی ہے۔ یہ صرف مذہب کا کام ہے۔ پروفیسر صاحب نے موجودہ Hippieism کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انسانوں میں خاص کر نوجوان طبقہ میں بے چینی اور بے راہ روی پھیلی ہوئی ہے۔ ان کو دماغی و قلبی سکون کی تلاش ہے۔ اس کا حل سائنس میں نہیں بلکہ مذہب اور خاص کر اسلام میں ہی پایا جاتا ہے۔

صدارتی تقریر | محترم مولانا امینی صاحب نے صدارتی تقریر کرتے

ہوئے فرمایا کہ آپ نے ہماری تقاریر کو بڑی محبت اور شانتی سے سُنا ہے۔ اس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ جماعت احمدیہ کا مذہب اسلام ہے۔ اور یہ بات ایک حقیقت پر مبنی ہے کہ ہم احمدیوں کا مذہب اسلام ہے

آپ نے صداقت خانہ کیرلہ کے فیصلہ کے بارے میں کہ احمدی مسلمان ہیں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں جاری ہیں۔

احمدی مسلمان ہیں۔

محترم مولوی صاحب کی تقریر کے بعد دعا ہوئی۔ اس طرح کانفرنس کا پہلا اجلاس نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مشن ہاؤس کا سنگِ بنیاد

جیسا کہ پہلے تحریر کیا جا چکا ہے کہ پال گھاٹ میں باقاعدہ جماعت قائم نہیں ہوئی تھی۔ تاہم تین چار افراد ایسے ہیں جو یہاں ملازمت و تجارت کے سلسلہ میں مستقل طور پر مقیم ہیں اور چند افراد نے بیعت بھی کی تھی۔ اس کانفرنس کے موقعہ پر بھی ایک بیعت ہوئی ہے۔ اور اس طرح یہاں پر باقاعدہ جماعت قائم ہو گئی ہے اور اس لئے ایک مشن ہاؤس تعمیر کرنے کے لئے محترم جناب عبد القہار صاحب آف کروناگ پلی نے ایک قطعہ زمین خرید کر دیا ہے۔ جزاہ اللہ تعالےٰ خیراً۔

اس مشن کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب مورخہ ۱۲ر امان ۱۳۴۰ہش کو زیر صدارت مولانا شریف احمد صاحب امینی منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے محترم امینی صاحب نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ آج ہم اس جگہ اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ احمدیہ دار التبلیغ کا سنگ بنیاد نصب کریں۔ دار التبلیغ کا مطلب یہ ہے کہ ایک ایسی جگہ ہو جہاں خدا کی عبادت اور اس کا ذکر کیا جائے۔ اور جہاں پر تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جا سکے۔ آپ نے اپنے مخصوص انداز میں بیت اللہ کا قیام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ اس کی دوبارہ تعمیر اور حضرت رسولِ کریم صلعم کی بعثت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور آپ کے نصب العین وغیرہ امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

آپ کی تقریر کا اردو ترجمہ محترم مولوی ابو الوفا صاحب نے ساتھ ساتھ سنایا۔ محترم جناب صدیق امیر علی صاحب صدر مقامی جماعت نے سنگ بنیاد رکھا۔ اس کے بعد ایک پُرسوز دعا ہوئی۔ اس تقریب میں احمدیوں کے علاوہ کثیر تعداد میں غیر احمدی احباب شریک ہوئے۔ لاؤڈ سپیکر کا عمدہ انتظام تھا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ جلد از جلد اس مشن ہاؤس کی تعمیر تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور یہ مشن ہاؤس بہتوں کی ہدایت کا موجب بنے۔

دوسرا اجلاس

آل کیرالہ احمدیہ کانفرنس کے دوسرے دن کا اجلاس زیر صدارت محترم مولانا محمد ابو الوفا صاحب مشنری انچارج صوبہ کیرالہ منعقد ہوا۔ اتوار کا دن ہونے کی وجہ سے کثیر تعداد میں سامعین موجود تھے۔

محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تلاوت قرآن مجید کے بعد صاحب صدر نے اپنی ابتدائی تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ احمدیت حقیقی اسلام کا دوسرا نام ہے۔ ہمارے تمام عقائد کی بنیاد قرآن کریم اور احادیث نبویؐ پر ہے۔ آپ نے اہلِ سنت والجماعت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سنت رسول تبلیغ اسلام ہے۔ اور الجماعت کا مطلب ایک واجب الاطاعت امام کے تحت تمام مسلمانوں کا جمع ہونا ہے۔ یہ دونوں امور صرف جماعتِ احمدیہ پر ہی صادق آتے ہیں۔ آپ نے خلافتِ احمدیہ کی برکات کے بارہ میں بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔

نبوت کی حقیقت

مذکورہ عنوان پر محترم مولوی محمد یوسف صاحب نے تقریر فرمائی۔ مولوی صاحب موصوف کا تعارف کراتے ہوئے محترم صدر صاحب نے فرمایا۔ آپ ایک غیر احمدی مولوی تھے۔ کئی دفعہ احمدیوں کے خلاف تقریریں بھی کی تھیں۔ لیکن بعد میں جب انہوں نے احمدیت کا مطالعہ کیا تو انہیں اس کی صداقت کا انکشاف ہوا۔ اور احمدیت قبول کی۔ اب علاقہ کیرلہ میں ایک آنریری مبلغ کی طرح دن رات محنت کر کے تبلیغی فرائض انجام دے رہے ہیں۔

آپ نے آیت خاتم النبیین کی تلاوت کرنے کے بعد خاتم النبیین کے معنے قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں بیان کئے۔ آپ نے اپنی تقریر میں اجرائے نبوت کے بارے میں قرآن کریم کے متعدد ناقابل تردید دلائل بیان فرمائے۔

احمدیت کی بین الاقوامی حیثیت

مذکورہ مضمون پر محترم مولوی شریف احمد صاحب امینی ایک دلچسپ اور ایمان افروز تقریر فرمائی، جس کا ترجمہ محترم صدیق امیر علی صاحب نے سنایا۔ آپ نے دوران تقریر پال گھاٹ کے اہل سنت والجماعت والوں کی طرف سے شائع شدہ ایک نوٹس کا ذکر فرمایا جس میں احمدیوں کے متعلق لکھا تھا کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مولوی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں مسلسل اس نوٹس کا مدلل جواب دیا۔

آخر میں آپ نے چند اختلافی مسائل پر مختصر رنگ میں روشنی ڈالی۔

اسلام اور امن عالم

جماعت احمدیہ کا ایک ہونہار نوجوان اور ایک قابل مقرر برادرم محترم ایم عبد الرحمٰن صاحب بی۔اے نے اسلام اور امن عالم کے موضوع پر ایک برجستہ تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ آج دنیا نے زندگی کے ہر شعبہ میں غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ لیکن باوجود اس ترقی اور غلبہ کے انسان کو ذہنی سکون اور طمانیتِ قلب حاصل نہیں۔ بلکہ وہ خلوصِ دل سے مسکرانے سے بھی محروم ہے۔ آج سائنس بھی امن عالم اور ذہنی سکون کے حصول میں ناکام ہے۔ آپ نے بتایا کہ دنیا میں مذاہب کے اصولوں پر چلنے سے ہی امن اور ذہنی سکون حاصل ہو سکتا ہے۔ دنیا میں قیام امن کے لئے اسلام کی سنہری تعلیمات کی ضرورت ہے۔ اس زمانہ میں شہزادہ امن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف "پیغام صلح" کے ذریعہ قومی یکجہتی اور اتحاد بین المذاہب اور عالمی امن کے بہترین اصول بیان فرمائے ہیں۔

آپ نے اپنی تقریر میں قیام امن کے لئے اسلام کے پیش کردہ اصولوں کا تفصیلاً ذکر کیا۔

کتب سابقہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئیاں

محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے مذکورہ عنوان پر تقریر کی خاکسار نے اس کا ترجمہ ملایالم زبان میں ساتھ ساتھ سنایا۔ آپ نے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھگوت گیتا، زبور، پُران وغیرہ میں مذکورہ پیشگوئیاں اور علامات کے متعلق تفصیل سے ذکر فرمایا۔

صدارتی تقریر

محترم مولانا محمد ابو الوفا صاحب نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے اہلِ سنت والجماعت پال گھاٹ کے زہریلے پروپیگنڈا کی حقیقت بیان کی۔ غیر احمدیوں کے اس نوٹس میں مسئلہ نبوت پر مناظرہ کرنے کے لئے احمدیوں کو چیلنج دیا گیا تھا۔ محترم صدر صاحب نے بحیثیت مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم کیرلہ اس چیلنج کو منظور کرنے کا اعلان کیا اور فرمایا کہ بعض شرائط کے ساتھ اختلافی مسائل پر تحریری مناظرہ کے لئے ہم ہمیشہ تیار ہیں۔

صدارتی تقریر کے بعد محترم پی۔ وی۔ احمد لو یا صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ دعا کے بعد یہ روحانی اجتماع نہایت کامیابی کے ساتھ محض اللہ تعالےٰ کے خاص فضل و کرم سے اختتام پذیر ہوا۔

تاثرات

اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس کانفرنس کے بعد پالگھاٹ کی فضا احمدیت کے لئے نہایت ہموار ہو گئی ہے۔ عام طور پر عقائد احمدیت کے بارے میں یہاں پر قبولیت کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ ایک شخص کا واقعہ اس ضمن میں قابل ذکر ہے۔ ایک مسلم نوجوان مضافات سے ایک گاؤں سے شہر پالگھاٹ میں سینما دیکھنے کے لئے آیا تھا۔ سینماؤں کی طرف جا ہی رہا تھا کہ اس کی نظر میدان میں منعقد ہماری خوشنما اور جاذب نظر جلسہ گاہ پر پڑی۔ سینما کے لئے ایک گھنٹہ باقی تھا کہ تھوڑی دیر تقریر سننے کے لئے بیٹھ گیا۔ چونکہ اس کے دل میں ایمان کی چنگاری کچھ کچھ باقی تھی۔ تمام تقریریں اس کے دل پر اثر کرتی رہیں۔ وہ ان تقاریر میں اس قدر محو ہو گیا کہ اُسے پالگھاٹ آنے کا مقصد ہی بھول گیا۔ اور رات کے ساڑھے دس بجے تک ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھا ہی رہا۔

وہ دوسرے دن صبح ہی صبح چند احمدیوں سے مل کر یہ تمام ماجرہ سناتے ہوئے کہتا تھا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک بزرگ آ کر کہہ رہا تھا کہ "یہی حقیقی اسلام ہے۔ یہی حقیقی اسلام ہے"۔ بعد میں وہ جماعت میں شامل ہونے کے لئے شرائط معلوم کرتا رہا۔

الغرض خدا تعالےٰ لوگوں کے دلوں کو احمدیت کی طرف مائل کر رہا ہے اور ہمارے لئے راہ ہموار کر رہا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس کانفرنس کے دیر پا نتائج اور بہتوں کی ہدایت کا سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔

ولادت باسعادت

قادیان ۱۹؍ اپریل۔ ربوہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مورخہ ۱۴؍ اپریل کو محترم صاحبزادہ مرزا انعم احمد صاحب برادر خورد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ، کو اللہ تعالےٰ نے تیسرا فرزند عطا فرمایا۔ نومولود سیدنا حضرت مصلح موعود کا پوتا اور محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نواسہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ نومولود صاحبزادہ کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر دے خادمِ دین بنائے۔ اور اس کا وجود خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے لئے ہمیشہ برکتوں کا موجب ہو۔ آمین۔

(ایڈیٹر)

تأثرات

مقاماتِ مقدسہ کی زیارت اور جماعتِ احمدیہ کے بارے میں آگہی حاصل کرنے کی غرض سے بیس۲۰ امریکن طلباء پر مشتمل ایک پارٹی کی قادیان دارالامان میں آمد سے متعلق جملہ تفصیلات مبدّر کی ایک گزشتہ اشاعت میں قارئینِ بدر کی نگاہ سے گزر چکی ہوں گی۔ (ملاحظہ ہو بدر مجریہ یکم شہادت) اس پارٹی کے تین انچارج لیڈروں میں سے ایک لیڈر Virgenia S. Deane نے محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے نام گوالیار سے اپنے ایک مکتوب محررہ ۲۸/۳/۷۱ میں زیارتِ قادیان سے متعلق جن تشکر آمیز تاثرات کا اظہار کیا ہے قارئین بدر کے افادہ و دلچسپی کی خاطر ہم انہیں ذیل میں درج کرتے ہیں ——— (ایڈیٹر بدر)

موصوف لکھتی ہیں :-

"ہم نے اپنے کلچرل سٹڈی ٹور کے سلسلہ میں گزشتہ ہفتہ جو ایک دوپہر آپ کے پاس گزاری اس کی یاد کو ہم شکریہ کے جذبات کے ساتھ تازہ کرتے ہیں۔ ہم بہت خوش قسمت تھے کہ ہمیں آپ کے مرکز میں آکر آپ کی جماعت کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا موقعہ میسر آیا۔ اور ہم آپ کی مہمان نوازی کے بھی بہت مشکور ہیں۔ آپ نے جو لٹریچر ہم کو عطا کیا اس کا کچھ حصہ ہم پڑھ چکے ہیں اور اپنے سفر کے بعد وقت ملنے پر بقیہ لٹریچر کو دیکھ سکیں گے .... مَیں دوبارہ آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے ہمارے سٹڈی ٹور کو کامیاب بنانے کے لئے تعاون کیا۔ اور دلچسپی لی۔ اور ہمارے ساتھ وقت صرف کیا دعا ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتے چلے جائیں۔"

Sincerely (دستخط)
Virgenia S. Deane

وقفِ جدید کے وعدے اور انکی ادائیگی ساتھ ساتھ ہونی چاہیئے

سیکرٹریانِ وقفِ جدید اپنی ذمّہ داری کا احساس فرمالیں

گزشتہ سال یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض جماعتوں کے افراد کی طرف سے وقفِ جدید کے چندوں کی ادائیگی تو ہوئی۔ مگر دفتر کو یہ علم نہیں دیا جاتا کہ ان جماعتوں یا افراد کا اصل وعدہ کتنا تھا۔ کیونکہ ان کی طرف سے وعدے موصول نہیں ہوتے۔ اس طرح بعض جماعتوں نے وقفِ جدید کے وعدہ جات تو بھجوائے مگر ان کی ادائیگی وعدہ جات کے بالمقابل نصف سے بھی کم تھی۔ یہ سب کمزوریاں ہیں جنہیں اس سال دور کرنا ہمارا فرض ہے۔ عہدیداروں کے لئے لازم ہے کہ وہ وعدہ جات اور ادائیگیوں کے مابین توازن کو قائم رکھیں۔

سب سے پہلے بالغوں اور اطفال کے الگ الگ نقد دیا جائے۔ اور وصولی کی رقوم براہِ راست محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے نام "وقفِ جدید" کی مد میں ارسال فرمادیں۔

جو جماعتیں اپنا چندہ بذریعہ بنک ڈرافٹ بھجواتی ہیں یا لوکل بنک میں جمع کرا کے بنک سلپ بھجواتی ہیں ان کے لئے خاص طور پر ضروری ہے کہ وہ ایسی رقوم کی تفصیل براہِ راست دفتر وقفِ جدید کو ارسال فرمایا کریں۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

درخواستِ دُعا میرے سسر محترم سید ذکریا صاحب ان دنوں سخت بیمار رہتے ہیں۔ حالت تشویشناک ہے۔ اُن کی صحت یابی کے لئے جملہ بزرگان واحباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: غلام مصطفیٰ۔ کٹک (اڑیسہ)

اِداریہ بقیہ صفحہ (۲)

وعدہ ستایا تو بلاشبہ وقت کا شمار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے زمانہ سے ہوتا تھا۔ اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہُ نے جو سنہ ہجری کا اجراء فرمایا تو گو اپنے عہدِ خلافت میں اجراء فرمایا۔ مگر اسے ہجرتِ نبوی کے واقعۂ عظیمہ ہی سے شمار کیا۔ اب اگر یہ مولوی صاحب مکی زندگی کے دس سالوں کا فرق نکال کر بات کو مشتبہ کرنا چاہیں تو وہ بھی کریں۔ دس سالوں میں کیا فرق پڑ جائے گا جبکہ صورت میں کہ چودھویں صدی کا اب تو ۹۱ واں برس گزر رہا ہے، کوئی حساب بھی لگایا جائے اس صدی کا مجدد بہرحال کوئی پیش کیا جانا ضروری ہے۔ بات سیدھی ہے۔ اس وقت سوائے مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کسی کو نہ امام مہدی، نہ مسیح موعود اور نہ ہی اس صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ کرنے کی جرأت ہوئی۔ اور حضور کا دعویٰ ناقابلِ تردید ثبوت رکھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت نے آپ کے دعویٰ کی صداقت بھی ثابت کر دی۔ پس مجددین کی بعثت جس طرح گزشتہ تیرہ صدیوں میں اسلام کی زندگی کا ثبوت بنتی رہی ہے تو اس صدی کے مجدد کی بعثت بھی بلاشبہ اسلام کے زندہ اور باخدا مذہب ہونے کا زبردست ثبوت ہے۔ اس زمانہ میں اسلام کی ایسی روحانی زندگی کے صدہا نشان ایک دنیا بچشمِ خود مشاہدہ کر چکی ہے ———!!

فَتَدَبَّرُوْا یَآ اُولِی الْاَبْصَار !!

حصہ آمد کے موصی احباب

فارم اصل آمد پُر کر کے جلد واپس ارسال فرمائیں!

حصہ آمد کے موصی احباب اور خواتین سے اُن کی سال ۷۱-۱۹۷۰ء (یکم مئی ۱۹۷۰ء لغایت ۳۰ اپریل ۱۹۷۱ء) کی آمدنی معلوم کرنے کے لئے فارم اصل آمد بھجوائے جا رہے ہیں۔ جو دوست جماعتوں سے وابستہ ہیں ان کے فارم سیکرٹریانِ مال کو بھجوائے گئے ہیں۔ اور افراد کو براہِ راست فارم بھجوائے جا رہے ہیں۔ جن دوستوں کو فارم مل چکے ہوں وہ پُر کر کے سیکرٹریانِ مال کی وساطت سے اور افراد براہِ راست دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو جلد بھجوادیں۔ کیونکہ حصہ آمد کے موصی احباب کے حسابات کی تکمیل کا انحصار اُن فارموں کو پُر کر کے دفتر بہشتی مقبرہ کو واپس کرنے پر ہے۔ جس قدر تاخیر سے آپ کی طرف سے فارم پُر ہو کر آئیں گے سالانہ حسابات آپ کی خدمت میں بھجوانے میں اسی قدر دیر ہوگی۔ لہٰذا جلد فارم اصل آمد پُر کر کے واپس فرمادیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

دُعائے مغفرت و نمازِ جنازہ

محترم عبد الباری صاحب احمدی آف جمگاؤں ضلع بھاگلپور صوبہ بہار مورخہ ۳ اپریل بروز ہفتہ بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

آپ مخلص احمدی تھے۔ اور سلسلہ کے کاموں سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے۔ مرکز سے جانے والے سلسلہ کے خادموں سے بڑی محبت کا سلوک کرتے تھے۔ آپ بہت ضعیف ہو چکے تھے۔ قریباً اسّی سال کی عمر میں اپنے اللہ کو پیارے ہوئے۔ خدا تعالیٰ مغفرت فرمائے اور اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دے کر درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر و رضا کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

احباب جماعت ہائے احمدیہ سے بھی درخواست ہے کہ ان کا نمازِ جنازہ غائب ادا کر کے مغفرت کی دعا فرمائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منظوری انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدیداران کی یکم مئی ۱۹۷۱ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء تک تین سال کے لئے منظوری دی گئی ہے

ناظر اعلیٰ قادیان

جماعت احمدیہ سردار نگر ضلع مراد آباد (یوپی)

پریذیڈنٹ — مکرم چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
سیکرٹری مال — " عبد الخالق صاحب۔

جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ ضلع محبوبنگر (آندھرا)

سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ و تربیت و سیکرٹری مال — مکرم محمد عبد الغنی صاحب۔
سیکرٹری تعلیم — مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم فاضل
سیکرٹری امور عامہ — " محمد عبد الحی صاحب
سیکرٹری تحریک جدید — " عبد الکریم صاحب۔
سیکرٹری وقف جدید — " ناصر احمد صاحب۔
سیکرٹری ضیافت — " محی الدین صاحب۔

جماعت احمدیہ کوڈیاتھور ضلع کالیکٹ (کیرلہ)

صدر — مکرم ایم۔ سی۔ محمد صاحب۔
جنرل سیکرٹری و سیکرٹری مال — " کے۔ ٹی۔ حسین صاحب
سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ و تربیت — " پی۔ ایم۔ عبد اللہ صاحب
سیکرٹری ضیافت — " ایم۔ عبد الکریم صاحب۔
آڈیٹر — " اے۔ ایم۔ اُنی موئین کُٹی صاحب

جماعت احمدیہ پینگاڈی ضلع کینانور (کیرلہ)

پریذیڈنٹ و امین — مکرم ایم۔ ابراہیم صاحب
وائس پریذیڈنٹ و سیکرٹری ضیافت — " بی۔ عبد الرحیم صاحب
جنرل سیکرٹری — " پی۔ ایچ۔ عبد القادر صاحب
سیکرٹری مال — " بی۔ احمد صاحب۔

سیکرٹری امور عامہ و خارجہ — مکرم بی۔ حبیب احمد صاحب۔
سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ و تربیت — " این۔ کنجی۔ احمد صاحب
سیکرٹری تعلیم — " ایس۔ وی۔ قمر الدین صاحب۔
سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید — " بی۔ عبد السلام صاحب۔
سیکرٹری جائداد — " ایم۔ ابراہیم کوٹی صاحب
آڈیٹر — " اے۔ علی کنجی صاحب۔

جماعت احمدیہ منارگھاٹ ضلع پالگھاٹ (کیرلہ)

پریذیڈنٹ — مکرم این۔ پی۔ ابوبکر صاحب۔
سیکرٹری مال — " ایم۔ کے۔ عبد العزیز صاحب
سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ و تربیت — " ایم۔ کے۔ محمد صاحب۔

جماعت احمدیہ رشی نگر ضلع اننت ناگ (کشمیر)

صدر و امین — مکرم عبد السبحان صاحب گنائی۔
نائب صدر — " محمد عبد اللہ صاحب میر۔
سیکرٹری امور عامہ و خارجہ — " محمد ایوب صاحب گنائی نمبر
سیکرٹری تعلیم — " ماسٹر غلام رسول صاحب بٹ
سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ و تربیت — " عبد الحی صاحب گنائی۔
سیکرٹری مال — " ماسٹر عبد السلام صاحب لون۔
سیکرٹری ضیافت — " عبد السلام صاحب گنائی۔
سیکرٹری جائداد — " غلام رسول صاحب میر
سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید — " محمد رفیق صاحب گنائی۔
آڈیٹر — " ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب اینو

بقیہ اخبار احمدیہ

درمیان میں چند روز کچھ حرارت ہو گئی تھی مگر اب ٹمپریچر نارمل ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب کامل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل رکھے آمین ؂

لازمی چندوں کا تارک

یقیناً خدا تعالیٰ کے حضور جواب دِہ ہوگا

ہر جماعت کے ہر فرد کو یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ ۳۰ اپریل ۱۹۷۱ء تک بجٹ کو پورا کرنا ہے۔ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ چندہ عام۔ حصہ آمد جلسہ سالانہ جماعتی طور پر لازمی اور ضروری چندے ہیں۔ اور سب سے مقدم ہیں۔ کیونکہ ان کی بنیاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود رکھی ہے۔ اور ان میں باقاعدگی کے لئے تاکید کرتے ہوئے حضورؑ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ:-

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلۂ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اِس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا۔"

جیسا کہ احباب جماعت کو علم ہے کہ ۳۰ اپریل ۱۹۷۱ء کو صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ختم ہو رہا ہے اور ۳۱ مارچ تک کی پوزیشن تمام جماعتوں کے سیکرٹریانِ مال کو بھجوائی جا چکی ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ لازمی چندہ جات میں ادائیگی کی پوزیشن تسلی بخش نہیں ہے۔ اس لئے عہدیداران و سیکرٹریانِ مال اور مبلغین کرام کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ امید ہے اس مالی قربانی کی اہمیت اور سلسلہ کی ضروریات کو احباب جماعت کے سامنے موثر رنگ میں پیش کر کے اپنے ذمہ بقایا جات کی ادائیگی کے لئے توجہ فرمائیں گے۔

پس خوش قسمت ہیں وہ احباب جو دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے خدا کے دین کے لئے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق بخشے آمین ؂

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

درخواستِ دعا

ضلع کٹک اڑیسہ کے مندرجہ ذیل احمدی طلباء مختلف امتحانات میں اس سال شریک ہوئے ہیں اور ہونے والے ہیں بزرگانِ سلسلہ اور درویشانِ قادیان کی خدمت میں ان بچوں اور بچیوں کی نمایاں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

سیدہ محمودہ بیگم بنت مولوی سید عبد القدیر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کٹک اور سید رفیع احمد ابن عزیز محمود احمد صاحب (ایری یونیورسٹی میں)۔ سید معین احمد ابن سید عبد الحنان صاحب مرحوم کٹک اور سید کلیم احمد ابن مولوی سید ابو صالح صاحب کٹک (سکول فائینل میں)۔ سید منور احمد ابن مولوی سید عبد القدیر صاحب (سکول فائینل سپلیمنٹری میں)۔ خاکسار کا چھوٹا لڑکا عزیز سید ناصر احمد (فائینل بی کام میں) اور خاکسار کا بھتیجا سید فضل احمد بی۔ اے ایل بی کی ملازمت کے سلسلہ میں ہونے والے انٹرویو میں۔ علاوہ ازیں کیرنگ وغیرہ دیگر مقامات کے بچے بچیاں بھی مختلف امتحانات دے رہے ہیں ان کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: سید کریم بخش امیر جماعت احمدیہ۔ کلکتہ۔

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پُرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "Autocentre" ٹیلیفون نمبرز 23-1652 23-5222

خط و کتابت کرتے ہوئے خریداری نمبر ضرور تحریر کیجئے
(مینیجر بدر)

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۷۱ء رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷